حیات طیبہ

روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں

﴿۵﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Sautī: "The weak (Da'ī f) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)".

Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'ān and Ahadīth is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the first part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of before the birth of the Prophet till the beginning period of his propagation.

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) بیوہ ہوگئیں، وہ خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، یہ بدری صحابی تھے، مدینہ منورہ میں فوت ہوئے، میری عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) سے ملاقات ہوئی، میں نے انہیں حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی، انہوں نے کہا: میں

سوچوں گا، کئی روز کے بعد میری ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: میرا ابھی شادی کا ارادہ نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پھر میری ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا آپ سے نکاح کردوں؟ لیکن انہوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا، مجھے ان پر عثمان کی بہ نسبت زیادہ غصہ آیا، چند دن گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کے لئے نکاح کا پیغام دیا، چناں چہ میں نے حفصہ کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دیا، پھر میری ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: شاید آپ کو اس وقت مجھ پر بہت غصہ آیا تھا جب آپ نے مجھے حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی تھی اور میں خاموش رہا، میں نے کہا: ہاں، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تمہاری پیش کش کا اس وقت اس لئے کوئی جواب نہ دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے حفصہ کا تذکرہ سن چکا تھا (کہ آپ حفصہ سے نکاح میں دل چسپی رکھتے ہیں) میں رسول اللہ ﷺ کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا، اگر رسول اللہ حفصہ سے نکاح نہ کرتے تو میں اس سے نکاح کر لیتا۔(۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی پیش کش کی، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے عورتوں میں رغبت نہیں ہے (میں فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتا) البتہ میں غور کروں گا، پھر ان کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی یہ پیش کش کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بہت غصہ آیا، اسی دوران رسول اللہ ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو حفصہ سے نکاح کی پیش کش کی تو اس نے صاف جواب دے دیا لیکن جب میں نے آپ کو پیش کش کی تو آپ خاموش رہے، جس کی وجہ سے مجھے آپ پر عثمان سے زیادہ غصہ آیا، حال آں کہ اس نے مجھے صاف جواب دے دیا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حفصہ (سے نکاح) کا ذکر فرمایا تھا، یہ آپ کا راز تھا اور مجھے آپ کا راز فاش کرنا پسند نہ تھا۔(۲)

قبیلہ عکل وعرینہ کے ڈاکو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس

آئے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم دودھ پر گزارا کرنے والے لوگ ہیں، آبادیوں میں رہنے والے نہیں، مدینے کی آب و ہوا ہمیں راس نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے اونٹوں اور چرواہے کا حکم دیا، اور انہیں فرمایا کہ وہ اونٹوں میں چلے جائیں ان کے دودھ اور پیشاب پئیں، وہ چلے گئے جب وہ حرہ کی طرف پہنچے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا، مرتد ہو گئے اور اونٹوں کو بھگا لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی تلاش میں صحابہ کو بھیجا، انہیں گرفتار کر کے لایا گیا، تو ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے، ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں اور انہیں حرہ کی طرف ڈال دیا گیا، یہاں تک کہ وہ اسی حالت میں مر گئے۔ (واضح رہے کہ ان ظالموں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا)۔ (۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں عرینہ کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے شکایت کی ہمیں مدینے کی آب و ہوا راس نہیں آئی، ہمارے پیٹ پھول گئے ہیں اور ہمارے اعضا کمزور ہو گئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اونٹوں کے چرواہے کے پاس چلے جانے کا فرمایا، تا کہ وہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں، وہ وہاں چلے گئے انہوں نے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا، یہاں تک کہ ان کے پیٹ صحیح ہو گئے اور رنگ نکھر آیا، پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے، نبی کریم ﷺ کو خبر ملی تو آپ نے ان کی تلاش میں لوگوں کو روانہ فرمایا، انہیں لایا گیا، تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔

محمد بن سیرین نے کہا کہ یہ حدود کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے۔ (۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلۂ عکل کے آٹھ افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے اسلام پر بیعت کی، یہاں کی آب و ہوا انہیں راس نہ آئی وہ بیمار ہو گئے، انہوں نے اس کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، آپ نے فرمایا: تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں میں کیوں نہیں جاتے تم ان کے دودھ اور پیشاب پیو، انہوں نے کہا: جی ہاں، وہ چلے گئے، انہوں نے دودھ اور پیشاب پیا تو تن درست ہو گئے، پھر انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو بھگا کر لے گئے، رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے، وہ پکڑ کر لائے گئے تو آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں، پھر انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (۵)

دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس افراد پر مشتمل ایک دستہ

جاسوسی کے لئے روانہ فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نانا حضرت عاصم بن ثابت بن افلح رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا، جب یہ حضرات عسفان اور مکہ کے درمیان ہداۃ نامی مقام پر پہنچے تو ہذیل کے ایک قبیلہ بنولحیان کو ان کی خبر ملی، ان کے سو کے قریب تیر انداز ان حضرات کی تلاش میں نکلے، وہ ان کے نشانات پر چلتے رہے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اس ٹھکانے کو تلاش کر لیا جہاں صحابہ کرام نے بیٹھ کر کھجوریں کھائی تھیں، کافروں نے کہا: یہ تو مدینے کی کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں، جب حضرت عاصم اور آپ کے ساتھیوں کو ان کی آمد کی خبر ہوئی وہ پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گئے، لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا: اتر آؤ، اپنا ہاتھ ہمیں دے دو، (گرفتاری دے دو) ہمارا تم سے عہد و پیمان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے، دستے کے امیر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو کسی کافر کی امان میں نہیں اتروں گا، اے اللہ! اپنے نبی ﷺ کو ہماری خبر پہنچا دے، کافروں نے تیر اندازی کی جس سے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات افراد شہید ہو گئے، تین حضرات ان کے عہد و پیمان پر نیچے اترے، ان میں حضرت خبیب انصاری، حضرت زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی شامل تھے، جب کافروں نے ان پر قابو پالیا تو انہوں نے اپنے کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں باندھ دیا، تیسرے صحابی نے کہا: یہ ان لوگوں کی پہلی وعدہ خلافی ہے، اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا، میں اپنے ساتھیوں کی راہ پر چلوں گا، کافروں نے انہیں کھینچا اور ساتھ چلنے پر مجبور کیا لیکن انہوں نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا، سو کافروں نے انہیں وہیں قتل کر دیا اور حضرت خبیب اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے گئے اور انہیں مکہ میں بیچ دیا، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں حارث بن عامر بن نوفل کو قتل کیا تھا، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ان کے ہاں قید رہے، جب وہ لوگ آپ کے قتل کے لئے جمع ہوئے، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی ایک بیٹی سے زیر ناف بال صاف کرنے کے لئے استرا مانگا، اس نے آپ کو استرا دے دیا، اسی دوران اس لڑکی کا بچہ رینگتا ہوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا، لڑکی کو خبر نہ ہوئی، یہاں تک کہ اس نے بچے کو خبیب رضی اللہ عنہ کی ران پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں استرا تھا، تو وہ ڈر گئی، خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا: کیا تجھے یہ خوف ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ میں ایسا نہیں کروں گا، وہ لڑکی کہتی تھی اللہ کی قسم! میں نے خبیب سے بہتر قیدی نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! میں نے اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا وہ اسے کھا رہے تھے، حال آں کہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکے میں اس وقت کوئی پھل نہ تھا، وہ رزق اللہ کی طرف سے تھا جو اس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔

جب کافر خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے حدود حرم سے باہر لے گئے، خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا مجھے اتنی مہلت دے دو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں، کافروں نے انہیں چھوڑ دیا، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد انہوں نے کہا: بہ خدا اگر تم یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل سے خوف زدہ ہوں تو میں طویل نماز پڑھتا، پھر یہ دعا کی: اے اللہ! ان کو شمار فرما لے، ان کو الگ الگ ہلاک کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ، پھر یہ شعر کہے:

فلست ابالی حین اقتل مسلما
علی ای جنب کان للہ مصرعی
و ذلك فی ذات الالہ و ان یشا
یبارك علی اوصال شلو ممزع

جب میں اسلام پر قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں۔ یہ تو اللہ کی ذات کے لئے ہے اور وہ چاہے تو کٹے ہوئے اعضا کے ٹکڑوں میں برکت عطا فرمائے۔

پھر حارث کے بیٹے ابو سروعہ عقبہ نے آپ کو قتل کر دیا، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ہر قیدی مسلمان کے لئے قتل سے قبل نماز کو مسنون کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی جو انہوں نے شہادت کے دن مانگی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اسی دن اس واقعے کی خبر دے دی۔

قریش کے بعض لوگوں نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر سن کر چند لوگوں کو روانہ کیا، تا کہ وہ آپ کے جسم کا کوئی حصہ بہ طور نشانی کاٹ کر لائیں، حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن ان کے ایک سردار کو قتل کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان پر بھڑوں کا جھنڈ بھیج دیا، جس نے قریش کے آدمیوں سے ان کی (لاش کی) حفاظت کی اور وہ آپ کے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ (۶)

بیر معونہ کا المیہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ستر جوان تھے جنہیں قرا کہا جاتا تھا، یہ مسجد میں رہتے تھے، شام ہوتی تو مدینہ طیبہ کے کسی کونے میں چلے جاتے، قرآن پڑھتے پڑھاتے اور نمازیں پڑھتے رہتے، ان کے گھر والے سمجھتے وہ مسجد میں ہیں اور مسجد والے سمجھتے وہ گھر والوں میں ہیں، صبح

ہوتی تو وہ میٹھا پانی لاتے اور ایندھن کی لکڑیاں جمع کرتے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے حجرے کے پاس رکھ دیتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو بھیجا وہ بیر معونہ کے روز شہید ہوئے، نبی کریم نے پندرہ روز فجر کی نماز میں ان کے قاتلوں کے خلاف دعا کی۔ (۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیر معونہ کے شہدا پر جس قدر غم زدہ ہوئے اس قدر کسی پر غم زدہ نہیں ہوئے۔ (۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ رعل، عصیہ، ذکوان اور بنولحیان کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور آپ سے اپنی قوم کے خلاف مدد کی درخواست کی، رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کے لیے ستر انصار بھیجے، جنہیں ہم اس وقت قرا کہا کرتے تھے، وہ دن میں لکڑیاں جمع کرتے اور رات نماز میں گزارتے تھے، جب یہ حضرات بیر معونہ پہنچے، ان لوگوں نے قرا کے ساتھ دھوکہ کیا، اور انہیں قتل کر دیا، نبی ﷺ ایک مہینے تک ان قبائل عصیہ، رعل، ذکوان اور بنولحیان کے خلاف دعا کرتے رہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم قرآن کریم میں ان کے یہ جملے ''ہماری قوم کو ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب عزوجل سے ملے وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں'' تلاوت کرتے رہے، بعد میں ان کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ (۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ ایسے لوگ بھیجیں جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں، آپ نے ان کے ہم راہ ستر انصاری صحابہ کو روانہ فرمایا، جنہیں قرا کہا جاتا تھا، ان میں میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، یہ لوگ رات کو قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے اور دن میں مسجد میں پانی لا کر رکھتے تھے، اور لکڑیاں چن کر فروخت کرتے اور اس سے اہل صفہ اور فقرا کے لئے کھانا خرید لر لاتے تھے، نبی ﷺ نے انہیں بھیج دیا، انہیں ساتھ لے جانے والوں نے انہیں الگ الگ کر دیا اور مقررہ مقام تک پہنچنے سے پہلے انہیں شہید کر دیا، انہوں نے کہا: اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی (ﷺ) کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے اس حال میں ملاقات کی کہ ہم (اے اللہ) تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہوا، اسی دوران ایک آدمی نے انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے اس زور کا نیزہ مارا کہ وہ ان کے پار ہو گیا، حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے کہا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: تمہارے جو بھائی شہید ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے رب سے عرض کیا کہ: ہمارے نبی (ﷺ) کو

ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم نے (اے اللہ!) آپ سے ملاقات کی، ہم آپ سے راضی ہوئے اور (اے اللہ!) تو ہم سے راضی ہوا۔(۱۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے میری والدہ ام سلیم کے بھائی میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کو ستر صحابہ کے ساتھ بنو عامر کی طرف بھیجا، جب یہ حضرات وہاں پہنچے میرے ماموں نے ان سے کہا: میں تم سے آگے جاتا ہوں، اگر انہوں نے مجھے اتنی دیر امن دے دیا کہ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا دوں، ورنہ تم میرے قریب رہنا، بنو عامر نے آپ کو امان دی حرام رضی اللہ عنہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام بتانے لگے، کہ انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا جس نے آپ پر نیزے کا ایسا بھرپور وار کیا جو آپ کے جسم کے پار ہو گیا حرام رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا، پھر دشمن دوسرے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں شہید کر دیا، صرف ایک لنگڑے صحابی باقی رہے وہ پہاڑ پر چڑھ گئے، حدیث کے ایک راوی ہمام کے خیال میں لنگڑے صحابی کے ساتھ ایک اور صحابی بھی پہاڑ پر چڑھ کر بچ گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو آ کر خبر دی کہ وہ لوگ اپنے رب سے جا ملے، ان کا رب ان سے راضی ہوا اور وہ اپنے رب سے راضی ہوئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم یہ وحی تلاوت کرتے تھے کہ "ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے وہ ہم سے راضی ہوا اور ہمیں راضی کر دیا" بعد میں یہ وحی منسوخ ہو گئی۔

اور رسول اللہ ﷺ تیس دن تک صبح میں رعل، ذکوان، بنولحیان اور عصیہ کے خلاف دعا کرتے رہے جنہوں نے اللہ رحمٰن اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ (۱۱)

بنو النضیر کو بدعہدی پر سزا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنو نضیر کی (بدعہدی کی سزا کے طور پر ان کی) کھجوریں کٹوا اور جلوا دیں۔(۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کی بویرہ کھجوریں کٹوا کر جلوا دیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ O(۱۳)

کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹے یا ان کی جڑوں پر ان کو کھڑا چھوڑ دیا تو یہ (سب)
اللہ کے اذن سے ہوا اور اس لئے کہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ (۱۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنونضیر کے اموال کا تعلق مال فے سے تھا، یہ اموال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو عطا فرمائے تھے، مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے، (یہودیوں سے مقابلہ نہیں کیا تھا) یہ رسول اللہ ﷺ کا مخصوص مال تھا، آپ اس میں سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا نفقہ دیتے تھے اور جو باقی رہتا اس سے راہ خدا میں جہاد کی تیاری کے لئے اسلحے اور گھوڑوں پر خرچ فرماتے تھے۔ (۱۵)

مدینہ طیبہ میں تجارت کا مشغلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں قافلہ آیا نبی ﷺ نے ان سے کچھ خریدا، آپ کو چند اوقیہ نفع ہوا، جسے آپ نے بنو عبدالمطلب کی بیواؤں میں تقسیم کردیا اور فرمایا: میں ایسی چیز نہیں خریدتا جس کی قیمت میرے پاس نہ ہو۔ (۱۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب وہ (ہجرت کرکے) مدینہ طیبہ آئیں، لوگوں کو بتایا کہ وہ ابو امیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہیں، لوگوں نے اسے جھوٹ سمجھا اور ان کی بات تسلیم نہ کی، یہاں تک کہ چند لوگ حج کے روانہ ہونے لگے، انہوں نے آپ سے کہا: کیا آپ اپنے گھر والوں کے لئے کچھ لکھنا چاہتی ہیں، آپ نے ان لوگوں کے ذریعے خط بھیجا جب وہ لوگ (حج سے واپس) مدینہ منورہ آئے تو انہوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تصدیق کی (کہ آپ واقعی ابو امیہ بن مغیرہ کی صاحب زادی ہیں) اور آپ کی عزت بڑھ گئی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) جب میرے ہاں زینب کی ولادت ہوئی، نبی اکرم ﷺ نے مجھے نکاح کا پیغام دیا، میں نے عرض کیا: میرے جیسی عورتوں سے کہاں نکاح کیا جاتا ہے میری عمر زیادہ ہے، میں بہت غیرت منداور صاحب عیال ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں عمر میں تم سے بڑا ہوں، تمہاری غیرت مندی کو اللہ تعالیٰ دور فرمادے گا، رہے بچے تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے حوالے ہیں، چناں چہ نبی ﷺ نے ان سے نکاح کرلیا۔ (۱۷)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میت یا مریض کے پاس جاؤ کلمہ خیر کہو، کیوں کہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں، جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو

میں نبی ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسلمہ فوت ہوگئے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ کہو اے اللہ! میری اور ابوسلمہ کی مغفرت فرما، اور مجھے ان کا نعم البدل عطا فرما، میں نے یہ دعا مانگی تو اللہ عز وجل نے مجھے ابوسلمہ کا نعم البدل خود محمد ﷺ کی صورت میں عطا فرما دیا۔ (۱۸)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما، تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے گا، (ابوسلمہ کے انتقال پر) میں نے یہی کہا اللہ نے مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرمایا، میں نے سوچا ابوسلمہ کا نعم البدل کون ہوسکتا ہے؟ جب ان کی عدت پوری ہوگئی، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ (۱۹)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس بندے کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ کہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل مرحمت فرما، تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت پر اجر عطا فرماتا ہے اور اس کا نعم البدل مرحمت فرماتا ہے، جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا میں نے سوچا: رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو سلمہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے عزم کی قوت دی میں نے یہ دعا کی اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی و اخلف لی خیرا منھا چناں چہ میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوگیا۔ (۲۰)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے وہ کہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، اے اللہ! میں اس مصیبت پر تجھ سے ثواب کا امیدوار ہوں، مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل مرحمت فرما، جب ابوسلمہ کا آخری وقت آگیا انہوں نے کہا: اے اللہ! میرے اہل کو خیر سے نواز، جب ابوسلمہ کا انتقال ہوگیا، میں نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون، اے اللہ! میں اس مصیبت پر تجھ سے ثواب کی امیدوار ہوں مجھے اس مصیبت پر اجر عطا فرما، میں نے یہ کہنا چاہا اور مجھے اس کا نعم البدل مرحمت فرما تو میں نے سوچا: ابوسلمہ کا نعم البدل کون ہوسکتا ہے؟ تاہم میں نے یہ دعا بھی کرلی، جب میری عدت گزر گئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام دیا جسے انہوں نے رد کردیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نکاح کا پیغام دیا، اسے بھی انہوں نے رد کردیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا، انہوں نے کہا: رسول اللہ اور آپ کا پیغام لانے والے کو خوش آمدید ہو، رسول اللہ ﷺ کو جا کر بتاؤ، میں نہایت غیور عورت ہوں، میرے بچے ہیں اور میرے سرپرستوں میں کوئی موجود نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں کہلوایا کہ تمہارا

یہ کہنا کہ تمہارے بچے ہیں، اللہ تعالیٰ تمہارے بچوں کے لئے کافی ہوگا، تمہارا یہ کہنا کہ تم غیرت مند ہو، میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کروں گا وہ تمہاری غیرت کو دور فرمادے گا، اور تمہارے حاضر اور غائب سرپرستوں میں سے کوئی اس نکاح کو ناپسند نہیں کرے گا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے (اپنے بیٹے) عمر سے کہا، اٹھو، میرا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دو، (نکاح کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہاری فلاں بہن (آپ ﷺ نے اپنی کسی زوجہ محترمہ کا نام لیا) کو جو کچھ دیا ہے تجھے اس سے کم نہیں دوں گا، دو چکیاں، دو گھڑے اور ایک تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے، جوں ہی آپ تشریف لاتے ام سلمہ رضی اللہ عنہا زینب کو گود میں لے کر دودھ پلانے لگتیں، رسول اللہ ﷺ نہایت حیادار کریم تھے، آپ شرما کر واپس تشریف لے جاتے۔ ایسا کئی بار ہوا، عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما (آپ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے) کو یہ معلوم ہوا، تو وہ ایک روز آئے اور زینب کو ان کی گود سے اٹھالیا اور کہا یہ گندی بچی مجھے دے دو، تم اس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتی ہو، پھر رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے، آپ نے چاروں طرف نظر دوڑائی اور فرمایا: زینب کہاں ہے؟ زینب کا کیا ہوا؟ ام سلمہ نے بتایا اسے عمار آ کر لے گئے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی اہلیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شب باشی فرمائی، پھر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن گزاروں، پھر دوسری بیویوں کے پاس بھی سات سات دن گزاروں گا۔(۲۱)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے اور بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے، آپ نے فرمایا ہے: جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ انا للہ و انا الیہ راجعون کہنے کے بعد یہ کہے: اے اللہ! مجھے اس مصیبت پر ثواب عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما، اسے یہ عطا ہوگا، میں نے یہ کلمات یاد کر لئے، جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہہ کر یہ دعا کی، پھر میں نے دل میں سوچا: مجھے ابو سلمہ کا نعم البدل کہاں ملے گا؟ جب میری عدت ختم ہوگئی رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں اس وقت کچی کھال رنگ رہی تھی، میں نے سلم کے پتوں سے اپنے ہاتھ صاف کئے اور آپ کو اندر تشریف لانے کی اجازت دی، اور آپ کے لئے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا جس میں کھجور کی چھال بھری تھی، آپ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے متعلق نکاح کا پیغام دیا۔

جب آپ اپنی بات سے فارغ ہوگئے میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ سے منہ تو نہیں موڑ سکتی

لیکن میں بہت غیرت والی ہوں، میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ کہیں آپ کو مجھ سے ایسی چیز نہ نظر آ جائے جس پر اللہ مجھے عذاب دے، پھر میں بڑھاپے میں داخل ہو چکی ہوں اور میں بچوں والی بھی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے غیرت کا جو ذکر کیا ہے اللہ عزوجل اسے تم سے زائل فرما دے گا، تم نے بڑھاپے کا ذکر کیا ہے میں بھی اسی عمر میں قدم رکھ چکا ہوں، اور تم نے جو بچوں کا ذکر کیا ہے تو تمہارے بچے میرے بچے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے خود کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا (اپنا معاملہ حضور کے سپرد کر دیا) اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا، سو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابو سلمہ کا نعم البدل رسول اللہ ﷺ کی صورت میں عطا فرما دیا۔ (۲۲)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے عقد فرمایا، آپ نے تین دن ان کے ہاں قیام فرمایا اور فرمایا: تمہارے اہل خانہ کے سامنے تمہاری قدر میں کمی نہ ہو، اگر تم چاہو میں تمہارے پاس سات دن قیام کروں لیکن اگر میں تمہارے پاس سات دن گزاروں گا تو اپنی دیگر ازواج کے پاس بھی سات سات دن گزاروں گا۔ (۲۳)

شراب کی حرمت

جب شراب کی حرمت کی آیت نازل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لئے واضح حکم بیان فرما دے، اس پر سورۃ البقرہ کی آیت:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ (۲۴)

لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں فرما دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔

نازل ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی گئی، انہوں نے پھر یہ دعا کی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمیں واضح حکم فرما دے، پھر سورۃ النساء کی آیت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (۲۵)

اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ نشے کی حالت میں۔

نازل ہوئی، نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ کا منادی اعلان کرتا: نشے والے لوگ نماز کے قریب نہ آئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر یہ آیت سنوائی گئی، انہوں نے پھر دعا کی: اے اللہ! شراب کے بارے میں ہمارے لئے واضح حکم بیان فرما دے، پھر سورۃ المائدہ کی آیت:

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ

يَصُدَّكُمۡ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ط فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ O (۲۶)

شیطان یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور روک دے تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے تو کیا (ان کاموں سے) تم باز آنے والے ہو؟

نازل ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر یہ آیت تلاوت کی گئی، جب انہوں نے آیت کا آخری جملہ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّنۡتَهُوۡنَ سنا تو بول اٹھے: ہم رک گئے ہم باز آ گئے۔ (۲۷)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے متعلق چار آیات نازل ہوئیں، ایک انصاری نے کھانا تیار کیا، ہماری دعوت کی ہم شراب پی کر مست ہو گئے تو انصار اور قریش نے ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کر دیا، انصار نے کہا: ہم تم سے بہتر ہیں، قریش نے کہا: ہم تم سے افضل ہیں، ایک انصاری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لے کر سعد کی ناک پر ماردی اور ان کی ناک توڑ دی، سعد رضی اللہ عنہ کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَ الۡمَيۡسِرُ وَ الۡاَنۡصَابُ وَ الۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّيۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ O (۲۸)

اے ایمان والو! اس کے سوا کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر (سب) ناپاک ہیں، شیطانی کاموں سے ہیں، تو تم ان سے بچو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (۲۹)

شراب کی حرمت سے پہلے فوت ہونے والے صحابہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہمارے ان بھائیوں کا کیا ہو گا جو فوت ہو گئے اور وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

لَيۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا مَا اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ اتَّقَوۡا وَّ اَحۡسَنُوۡا ط وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ O (۳۰)

ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں پر کوئی گناہ نہیں اس میں جو (حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے) انہوں نے کھایا (پیا) جب کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر ڈرتے رہے اور آنے والے حکم پر ایمان لائے پھر ڈرتے رہے اور

انہوں نے نیک کام کئے، اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ (۳۱)

شراب کی تجارت حرام کردی گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سود کے متعلق سورۃ البقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ باہر نکلے، مسجد میں یہ آیات پڑھیں اور شراب کی تجارت کو حرام قرار دے دیا۔ (۳۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سود کے متعلق آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، لوگوں کے سامنے یہ آیات تلاوت کیں، پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دے دیا۔ (۳۳)

عبدالرحمٰن بن وعلہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شراب کی تجارت کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ قبیلۂ ثقیف یا دوس میں رسول اللہ ﷺ کا ایک دوست تھا، اس نے فتح مکہ کے سال آپ سے ملاقات کی وہ شراب کا مشکیزہ بہ طور ہدیہ لے کر آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوفلاں! کیا تجھے معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کردیا ہے؟ اس شخص نے اپنے غلام کی طرف متوجہ ہوکر کہا: جاؤ اسے بیچ دو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوفلاں! تو نے اسے کیا کہا ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اسے شراب فروخت کرنے کا کہا ہے، آپ نے فرمایا: جس نے شراب کا پینا حرام کیا ہے اس نے اس کی فروخت کو بھی حرام کردیا ہے، چناں چہ اس کے حکم پر شراب کو بطحا میں انڈیل دیا گیا۔ (۳۴)

شراب کے مشکیزے پھاڑ دیے گئے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے چھری لانے کا حکم دیا، میں چھری لایا، آپ نے اسے تیز کرنے کے لئے بھیجا، پھر وہ چھری مجھے دے کر فرمایا: اسے صبح کو میرے پاس لانا، میں نے ایسا ہی کیا، آپ اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ کے بازاروں کی طرف تشریف لے گئے، جہاں شام سے لائے گئے شراب کے مشکیزے تھے، آپ نے میرے ہاتھ سے چھری لی اور جو مشکیزہ نظر آیا اسے پھاڑ دیا، پھر وہ چھری مجھے عطا فرمائی اور اپنے ساتھ موجود صحابہ کو میرے ساتھ جانے اور مجھ سے تعاون کرنے کا حکم دیا، اور مجھ سے فرمایا کہ میں سارے بازاروں کا چکر لگاؤں اور جہاں کہیں شراب کا مشکیزہ پاؤں اسے چاک کردوں، چناں چہ میں نے بازاروں میں جو مشکیزہ پایا اسے چاک کر دیا۔ (۳۵)

غزوۂ خندق ۵ھ

خندق کی کھدائی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک ٹھنڈی صبح کو باہر تشریف لائے، مہاجرین اور انصار خندق کھودرہے تھے، آپ نے فرمایا:

اللّٰھم ان الخیر خیر الآخرۃ
فاغفر للانصار و المھاجرۃ

اے اللہ! خیر تو بس آخرت کی خیر ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

صحابہ کرام نے آپ کے جواب میں کہا:

نحن الذین بایعوا محمداً
علی الجھاد ما بقینا ابدا

ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے محمد (ﷺ) کی جہاد پر بیعت کی ہے۔(۳۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک ٹھنڈی صبح میں باہر تشریف لائے، مہاجرین خندق کھودرہے تھے، ان کے پاس خادم نہیں تھے (جو یہ کام کرتے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰھم ان الخیر خیر الآخرۃ
فاغفر للانصار و المھاجرۃ

اے اللہ! خیر تو بس آخرت کی خیر ہے، تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

صحابہ کرام نے آپ کے جواب میں کہا:

نحن الذین بایعوا محمداً
علی الجھاد ما بقینا ابدا

ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے محمد (ﷺ) کی جہاد پر بیعت کی ہے۔
ہم فرار نہیں ہوں گے ہم فرار نہیں ہوں گے، ہم فرار نہیں ہوں گے۔(۳۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں صحابہ کرام خندق کھودرہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰھم ان الخیر خیر الآخرۃ
فاصلح للانصار و المھاجرۃ

اے اللہ! خیر تو بس آخرت کی خیر ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کا معاملہ درست فرما دے (۳۸)

سید کائنات ﷺ خندق کی کھدائی کے دوران

کسی شخص نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بہ طور مزاح کہا: آپ رسول اللہ ﷺ سے بھاگ گئے تھے، حال آں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تھے؟ براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اس روز رسول اللہ ﷺ نہیں بھاگے تھے، اور میں نے خندق کی کھدائی والے دن دیکھا، آپ لوگوں کے ساتھ مٹی ڈھو رہے تھے اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اللّٰھم لو لا انت ما اھتدینا
و لا تصدقنا و لا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
و ثبت الاقدام ان لاقینا
فان الالی قد بغوا علینا
و ان ارادوا فتنۃ ابینا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔
ہم پر تسکین نازل فرما اور اگر دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔
انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے اور اگر وہ ہمیں فتنے میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم ایسا نہ ہونے دیں گے۔

- آخری لفظ ''ابینا'' پر آپ اپنی آواز بلند فرما لیتے تھے۔ (۳۹)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ مٹی اٹھا کر لا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

اللّٰھم لو لا انت ما اھتدینا
و لا تصدقنا و لا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا

ان الالی قد بغوا علینا

و اذا ارادوا فتنۃ ابینا

آخری لفظ پر آپ اپنی آواز بلند فرمالیتے تھے۔(۴۰)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب کے موقع پر ہمارے ساتھ مٹی ڈھورہے تھے، مٹی نے آپ کے شکم کی سفیدی کو چھپالیا تھا اور آپ کہہ رہے تھے:

اللّٰھم لو لا انت ما اھتدینا

و لا تصدقنا و لا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا

ان الالی قد بغوا علینا

بسا اوقات فرماتے:

ان الملا قد بغوا علینا

فاذا ارادوا فتنۃ ابینا

آپ آخری الفاظ کو بلند آواز سے کہتے تھے۔(۴۱)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے خندق کے روز نبی ﷺ کو دیکھا آپ مٹی منتقل کررہے تھے، مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو چھپالیا تھا۔(۴۲)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ خندق کی مٹی اٹھا اٹھا کر لارہے تھے، یہاں تک کہ مٹی نے آپ کے شکم اطہر کی جلد کو چھپالیا تھا اور آپ عبد اللہ بن رواحہ کے یہ رجزیہ اشعار کہہ رہے تھے:

اللّٰھم لو لا انت ما اھتدینا

و لا تصدقنا و لا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا

و ثبت الاقدام ان لاقینا

ان الالی قد بغوا علینا

و ان ارادوا فتنۃ ابینا(۴۳)

شکم اطہر پر پتھر باندھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے خندق کھودی، انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ نبی ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھا۔ (۴۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بی کریم ﷺ کے اصحاب خندق کی کھدائی کے دوران یہ شعر پڑھتے جاتے تھے:

نحن الذين بايعو محمداً

على الجهاد ما بقينا ابدا

ہم وہ ہیں جنہوں نے ہمیشہ کے لئے محمد (ﷺ) کی جہاد پر بیعت کی ہے۔

اور نبی کریم ﷺ فرماتے:

اللّٰهم ان الخير خير الآخرة

فاغفر للانصار و المهاجرة

اے اللہ! خیر تو بس آخرت کی خیر ہے، پس تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس جو کی روٹی لائی گئی جس پر سنا ہوا روغن تھا، صحابہ نے اسی کو تناول فرمالیا، اور نبی ﷺ نے فرمایا: بھلائی تو بس آخرت کی بھلائی ہے۔ (۴۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق کے کام میں مصروف تھے، میرے پاس بکری کا موٹا تازہ میمنا تھا، میں نے کہا: بہ خدا! کیوں نہ ہم اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار کرلیں، سو میں نے اپنی بیوی سے کہا، اس نے کچھ جو پیسے اور اس سے روٹیاں بنالیں، میں نے بکری کے اس بچے کو ذبح کرلیا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کا گوشت بھون لیا، جب شام ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے خندق سے واپسی کا ارادہ فرمایا، ہم لوگ دن بھر کام کرتے تھے اور شام کو اپنے گھر والوں میں واپس آجاتے تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپ کے لئے اپنے ہاں موجود بکری کے بچے کا گوشت تیار کیا ہے اور جو کی چند روٹیاں پکائی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ میرے گھر میں تشریف لے چلیں، میرا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا میرے ہاں تشریف لے آئیں، جب میں نے آپ سے یہ کہا آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اور ایک منادی کو حکم فرمایا اس نے اعلان کر دیا کہ رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ جابر کے گھر چلو، میں نے (دل میں) کہا: اناللہ وانا الیہ راجعون، اتنے میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہم راہ لوگ آ کر بیٹھ گئے، ہم نے کھانا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے برکت کی دعا کی اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا تناول فرمایا، لوگ یکے بعد دیگرے آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے، یہاں تک کہ تمام اہل خندق نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔(۴۶)

چٹان کا ریزہ ریزہ ہونا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ پر تین دن ایسے گزرے کہ انہوں نے کھانے کی کوئی چیز نہ چکھی، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہاں پہاڑ کی سخت چٹان آ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر پانی چھڑک دو، انہوں نے اس پر پانی چھڑک دیا، پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے، آپ نے کدال لی، اور بسم اللہ پڑھ کر اس پر تین ضربیں لگائیں تو چٹان ریت کے ٹیلے جیسی ہوگئی۔

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے غور کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھا ہوا تھا(۴۷)

شام، فارس اور یمن کی کنجیاں عطا ہونا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم فرمایا، خندق کی کھدائی کے دوران ایک جگہ ایسی چٹان آ گئی جس پر کدالیں اثر نہیں کرتی تھیں، صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اپنا کپڑا رکھا، پھر چٹان کی طرف اترے، کدال ہاتھ میں لی، بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی جس سے چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا اور آپ نے کہا: اللہ اکبر! مجھے شام کی کنجیاں عطا کر دی گئیں، اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے شام کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی جس سے پتھر کا مزید ایک تہائی حصہ ٹوٹ گیا، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا مجھے فارس کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں، اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے مدائن اور اس کا سفید محل دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر ایک اور ضرب لگائی تو باقی ماندہ پتھر بھی جھڑ گیا، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا: مجھے یمن کی کنجیاں عطا کر دی گئیں، اللہ کی قسم! میں اپنی اس جگہ سے صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔(۴۸)

نمازیں قضا ہونا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ خندق کے روز فرمایا: اللہ تعالیٰ ان (مشرکوں) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے انہوں نے ہمیں نماز نہیں پڑھنے دی، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ (۴۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ الوسطیٰ نماز عصر نہیں پڑھنے دی، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھردے، پھر آپ نے مغرب اور عشاء کے درمیان نماز عصر ادا کی۔ (۵۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ احزاب کے روز فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ نہیں پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا یا ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں یا قبروں کو آگ سے بھردے۔ (۵۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے غزوۂ احزاب کے روز ہمیں نماز عصر نہ ادا کرنے دی، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر نہیں پڑھنے دی اللہ ان کی قبروں اور گھروں یا ان کے پیٹوں کو آگ سے بھردے۔ (۵۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ خندق کے روز خندق کے کنارے پر تشریف فرما تھے، آپ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ ادا نہیں کرنے دی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور گھروں کو آگ سے بھردے۔ (۵۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب کے روز فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (کی ادائیگی) سے مشغول کردیا، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور ان کے گھروں یا ان کے پیٹوں کو آگ سے بھردے۔ (۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن ہم نے عصر کی نماز مغرب اور عشاء کے درمیان ادا کی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر (کی ادائیگی) سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور پیٹوں کو آگ سے بھردے۔ (۵۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر سے روک دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو

یا فرمایا ان کی قبروں اور پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔(۵۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب کے روز کہا: اے اللہ! ان (مشرکوں) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ (کی ادائیگی) سے مشغول رکھا، یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔(۵۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے دشمن سے جنگ کی یہاں تک کہ نماز عصر اپنے وقت سے مؤخر ہوگئی، آپ نے یہ دیکھ کر کہا: اے اللہ! جس نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روکا تو ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے یا اس جیسے کلمات فرمائے(۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روکا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔(۵۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز عصر سے روکے رکھا، یہاں تک کہ سورج زرد یا سرخ ہوگیا، آپ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں (حملے کی وجہ سے) صلوٰۃ وسطیٰ (کے ادا کرنے) سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں کو یا ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔(۶۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن مشرکوں نے نبی اکرم ﷺ کو چار نمازوں کی ادائیگی سے مشغول رکھا، یہاں تک کہ اللہ نے جس قدر چاہا رات گزر گئی، پھر آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہی آپ نے ظہر کی نماز ادا کی، پھر اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز ادا کی پھر اقامت کہی تو آپ نے مغرب کی نماز ادا کی، پھر اقامت کہی اور آپ نے عشاء کی نماز ادا کی۔(۶۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہمیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز سے روک دیا گیا، مجھ پر یہ بات گراں گزری، پھر میں نے سوچا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور اللہ کی راہ میں تھے، رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے اقامت کہی آپ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی، پھر اقامت کہی تو آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمارے پاس چکر لگایا اور فرمایا: اس وقت روئے زمین پر تمہارے علاوہ کوئی جماعت نہیں جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہی ہو۔(۶۲)

نبی اکرم ﷺ کے صحابی حبیب بن سباع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے سال نبی ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوکر آپ نے پوچھا: کیا کسی کو معلوم ہے میں نے عصر کی نماز پڑھی؟ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی، آپ نے مؤذن کو حکم دیا اس نے اقامت کہی، آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز لوٹائی۔(۶۳)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہمیں نمازیں پڑھنے کا موقع نہیں ملا، یہاں تک کہ مغرب کے بعد بھی کچھ وقت بیت گیا، یہ جنگ میں اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے کا فرمان نازل ہونے کے قبل کی بات ہے، اللہ کا فرمان یہ ہے:

وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۝ (۶۴)

اور اللہ نے ایمان والوں کو کفایت فرمادی قتال سے اور اللہ بڑی قوت والا بڑی عزت والا ہے

نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے ظہر کی نماز کے لئے اقامت کہی، اور آپ نے نماز ظہر کو اسی طرح ادا کیا جس طرح اسے اپنے وقت میں پڑھتے تھے (پوری چار رکعتیں پڑھیں) پھر بلال نے عصر کے لئے اقامت کہی اور آپ نے عصر کو اسی طرح پڑھا جیسے اس کے وقت میں پڑھتے تھے، پھر مغرب کے لئے اقامت کہی اور آپ نے مغرب کی نماز اسی طرح ادا فرمائی جس طرح اسے اپنے وقت میں ادا کرتے تھے۔ یہ نماز خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، جس میں پیدل اور سواری پر نماز پڑھنے کا فرمایا گیا ہے۔(۶۵)

ہجرت پر بیعت

حضرت حارث بن زیاد الساعدی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے، میں نے کہا: یارسول اللہ اسے بیعت فرمالیجئے، آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا چچازاد حوط بن یزید (یا یزید بن حوط) ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے بیعت نہیں لوں گا، لوگ تمہاری طرف ہجرت کرکے آتے ہیں تم ان کی طرف ہجرت کرکے نہیں جاتے ہو، قسم ہے اس ذات کہ جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، جو شخص انصار سے محبت کرتا ہوا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہوئے ملاقات کرے گا، اور جو شخص انصار سے بغض رکھتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملاقات کرے گا، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض

ہوگا۔(۶۶)

ایک انصاری نوجوان کی گھر جانے کی خواہش

ابوالسائب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ میں نے ان کی چارپائی کے نیچے کسی چیز کی آہٹ سنی، میں نے دیکھا تو وہاں سانپ تھا، میں کھڑا ہوا، ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہوا؟ میں نے بتایا: یہاں سانپ ہے، انہوں نے کہا: تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اسے مارنا چاہتا ہوں، انہوں نے اپنے گھر کے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا جوان کے کمرے کے سامنے تھا اور فرمایا: میرا چچازاد بھائی یہاں رہتا تھا، غزوہ خندق کے موقع پر اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اہل خانہ کے پاس جانے کی اجازت مانگی، اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرمادی اور اپنا اسلحہ ساتھ لے جانے کا حکم دیا، وہ اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو گھر کے دروازے پر کھڑے دیکھا، اس نے بیوی کی طرف نیزے سے اشارہ کیا تو اس کی بیوی نے کہا: جلدی نہ کرو، یہ دیکھو کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے؟ جوان گھر میں داخل ہوا تو اسے عجیب قسم کا سانپ نظر آیا، اس نے اسے نیزہ مارا پھر اسے نیزے میں باہر لایا، سانپ تڑپ رہا تھا، مجھے نہیں معلوم ان میں سے پہلے کون مرا، وہ جوان یا سانپ؟ اس جوان کی قوم کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمارے ساتھی کو لوٹا دے، آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو، پھر فرمایا: جنات کے ایک گروہ نے اسلام قبول کرلیا ہے، اگر تم میں سے کوئی سانپ کو دیکھے تو اسے تین مرتبہ ڈرائے، پھر اگر وہ اسے مارنا مناسب سمجھے تو تیسری مرتبہ کے بعد اسے مار ڈالے۔(۶۷)

بنوقریظہ کی عہد شکنی کی خبر کون لائے گا؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر (بنوقریظہ کی عہد شکنی کی خبر سے) معاملہ سخت ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو بنوقریظہ کی خبر لائے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ گئے اور ان کی خبر لائے، تین مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے حواری ہیں، میرا حواری زبیر ہے۔(۶۸)

لاش کے بدلے مال نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر مسلمانوں نے مشرکوں

کے ایک آدمی کو قتل کر دیا، مشرکوں نے اس کی لاش کے حصول کے لیے مال کی پیش کش کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں ان کی لاش دے دو، یہ خبیث لاش ہے، اس کی دیت بھی خبیث ہے، آپ نے لاش کے بدلے مشرکوں سے کوئی چیز نہ لی۔(۶۹)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ایک مشرک مارا گیا، مشرکوں نے نبی ﷺ سے اس کی لاش اٹھانے کی اجازت مانگی، آپ نے فرمایا: نہیں تمہاری کوئی عزت نہیں، انہوں نے کہا: ہم آپ کو اس کے بدلے مال دیتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ (لاش بھی اور اس کے بدلے مال بھی) خبیث ترین، خبیث ترین ہے۔(۷۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے روز مسلمانوں نے ایک مشرک کو قتل کر دیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ اس کی لاش کے بدلے مال دینا چاہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ناپاک ہے، اس کی لاش اور اس کے بدلے مال بھی ناپاک ہے، آپ نے انہیں بلا معاوضہ لاش لے جانے دی۔(۷۱)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے قریش کے ایک سردار (عمرو بن عبدود) کو قتل کر دیا، مشرکوں نے اس کی لاش خریدنے کی پیش کش کی۔(۷۲)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا زخمی ہونا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو رگ ہفت اندام (بازو کی ایک رگ) میں تیر لگا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تیر کے پھل سے اسے داغ دیا، زخم پر ورم آ گیا تو آپ نے اسے دوبارہ داغ دیا۔(۷۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خندق کے موقع پر قریش کے ایک شخص حبان بن عرفہ نے رگ ہفت اندام میں تیر مارا، رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں سعد کے لئے خیمہ لگوایا تاکہ قریب رہ کر ان کی عیادت فرماتے رہیں۔(۷۴)

مشرکوں کے خلاف دعا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد احزاب میں تشریف لائے آپ نے اپنی چادر رکھی، کھڑے ہوئے اور ہاتھ دراز فرما کر مشرکوں کے خلاف دعا کی، نماز نہیں پڑھی، پھر آپ تشریف لائے، ان کے خلاف دعا کی اور نماز پڑھی۔(۷۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی دعا ہے جو ہم مانگیں، اب تو دل حلق میں آ گئے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! اے اللہ! ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں خطرات سے مامون فرما دے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آندھی سے دشمنوں کے منہ پھیر دیے اور انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔(۷۶)

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خندق میں احزاب کے خلاف یہ دعا کی: اے اللہ! کتاب اتارنے والے، جلد حساب لینے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، انہیں شکست دے اور جھنجھوڑ کر رکھ دے۔(۷۷)

مشرکوں کا فرار

محمد بن کعب قرظی بیان کرتے ہیں کہ ہم اہل کوفہ میں سے ایک جوان نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اے ابو عبد اللہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی ہے اور شرفِ صحابیت پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! ہاں، اس نے کہا: آپ لوگ کیا کرتے تھے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہ خدا ہم (آپ کی اطاعت کے لئے) بہت مشقت میں پڑتے تھے، اس جوان نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو پا لیتے تو آپ کو زمین پر نہ چلنے دیتے اپنے کندھوں پر بٹھائے رکھتے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: بھتیجے! ہم نے خندق کے روز خود کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا ہے کہ آپ نے رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد نماز پڑھی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ایسا کون ہے جو اس پر تیار ہو کہ وہ ہمارے لئے یہ دیکھ کر آئے کہ لوگوں (مشرکوں) نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ ایسے شخص کے لئے شرط لگا رہے تھے کہ جو یہ خبر لائے گا اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا، پھر رسول اللہ ﷺ نے رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد نماز پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگوں کی خبر کون لائے گا جو ایسا کرے گا میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا، لیکن خوف، بھوک اور سردی کی شدت کی وجہ سے کوئی بھی نہ اٹھا۔

جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، اس وقت میرے لئے کھڑے ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا، آپ نے فرمایا: حذیفہ! تم جاؤ لوگوں میں جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ اور جب تک ہمارے پاس نہ آ جاؤ کچھ نہ کرنا، میں گیا کفار کے مجمع میں داخل ہو گیا، وہاں ہوائیں اور اللہ کے لشکر اپنا کام کر رہے تھے، یہ ہوائیں ان کی ہانڈیوں، ان کی آگ اور خیموں کو بکھیر رہی تھیں۔

یہ حالت دیکھ کر ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا: قریش کے لوگو! ہر آدمی دیکھ لے کہ اس کے ساتھ کون بیٹھا ہے؟ (کہیں کوئی جاسوس تو نہیں گھس آیا ہے) حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے برابر بیٹھے ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں فلاں بن فلاں ہوں، پھر ابوسفیان نے کہا: اے گروہِ قریش! بخدا اب اس جگہ تمہارے لئے ٹھہرنا ممکن نہیں رہا، اونٹ، گھوڑے ہلاک ہو گئے، بنوقریظہ نے وعدہ خلافی کی ہے، ان کی طرف سے ہمیں ناپسندیدہ پیغام پہنچا ہے، اور اس ہوا سے جو حالات پیدا ہو گئے ہیں وہ تم دیکھ رہے ہو، بخدا نہ تو ہماری کوئی ہانڈی ٹھہر رہی ہے نہ ہی آگ جلتی ہے نہ خیمے اپنی جگہ برقرار رہتے ہیں، اس لئے کوچ کرو میں بھی واپس جا رہا ہوں۔

پھر ابوسفیان اپنے اونٹ کی طرف گیا جو رسی سے بندھا ہوا تھا، اس پر سوار ہو کر اسے مارا، اونٹ تین ٹانگوں پر اچھل کر کھڑا ہوا، ابوسفیان نے کھڑے اونٹ کے گھٹنے کی رسی کھولی، (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں) اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ عہد نہ لیا ہوتا کہ میرے پاس واپس آنے تک کچھ نہ کرنا تو میں تیر مار کر اسے قتل کر سکتا تھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا آپ اپنی کسی زوجہ محترمہ کی منقش چادر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے مجھے دیکھا تو اپنے پاؤں کے قریب بٹھالیا اور چادر کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا، میں چادر ہی میں رہا آپ نے رکوع اور سجدہ کیا، جب سلام پھیرا تو میں نے آپ کو تمام حالات بتائے۔ اور غطفان نے قریش کا حال سنا تو وہ بھی اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے۔ (۷۸)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق کے روز (احزاب کی واپسی کے بعد) فرمایا: اب ہم ان پر چڑھائی کریں گے، وہ ہم پر حملہ آور نہیں ہوں گے۔ (۷۹)

بنوقریظہ کا انجام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ احزاب سے فارغ ہو کر آئے آپ غسل خانے میں غسل فرمانے کے لئے داخل ہوئے تو جبریل علیہ السلام آ گئے، اور کہا: کیا آپ لوگوں نے ہتھیار رکھ دیے ہیں؟ ہم نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے ہیں، بنوقریظہ کی طرف چلیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گویا میں دروازے کی درز سے جبریل علیہ السلام کو دیکھ رہی ہوں ان کے سر پر غبار تھا۔ (۸۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا، جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے ان کے سر پر گرد و غبار تھا، انہوں نے کہا: آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں، اللہ کی قسم! میں نے ہتھیار نہیں اتارے، آپ ان کی طرف روانہ ہوں۔ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: کس طرف؟ انہوں نے کہا ادھر، اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ ان کی طرف روانہ ہوگئے۔ ہشام (حدیث کے راوی) بیان کرتے ہیں، میرے والد نے بیان کیا کہ بنو قریظہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر اتر آئے آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ان کا فیصلہ کرنے کا اختیار دیا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جنگ جو افراد قتل کر دیے جائیں، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر دیے جائیں، رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا: تو نے ان کے بارے میں اللہ عزوجل کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔(۸۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جنگ احزاب میں تیر لگا جس سے ان کی رگ ہفت اندام کٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں داغ دیا، سعد کے ہاتھ پر ورم آ گیا، آپ نے دوبارہ داغا، ان کا ہاتھ پھر سوج گیا اور خون بہنے لگا سعد رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا انہوں نے دُعا کی: اے اللہ! میری روح اس وقت تک قبض نہ فرمانا جب تک بنو قریظہ کے متعلق میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں، چناں چہ ان کا خون بہنا بند ہو گیا اور خون کا ایک قطرہ نہ ٹپکا، یہاں تک کہ بنو قریظہ سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر اتر آئے، سعد رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا انہوں نے فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے، ان کی عورتوں اور بچوں کو زندہ رہنے دیا جائے تاکہ مسلمان ان سے مدد لے سکیں، رسول اللہ ﷺ نے (سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سن کر) فرمایا: تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے، یہ چار سو مرد تھے (جنہیں قتل کیا گیا) جب مسلمان ان کے قتل سے فارغ ہو گئے سعد رضی اللہ عنہ کی رگ سے خون بہنے لگا اور ان کا انتقال ہو گیا۔(۸۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن میں لوگوں کے پیچھے گئی، میں نے اپنے پیچھے آہٹ سنی، میں نے پلٹ کر دیکھا وہاں سعد بن معاذ اور ان کا بھتیجا حارث بن اوس تھا جو ان کی ڈھال اٹھائے ہوئے تھا، میں زمین پر بیٹھ گئی، سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے گزر گئے ان پر لوہے کی زرہ تھی جس سے ان کے بدن کے بعض اعضا باہر نکلے ہوئے تھے (ان کی زرہ چھوٹی تھی) مجھے سعد کے زرہ سے باہر نکلے ہوئے اعضا کے متعلق اندیشہ ہونے لگا، سعد رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے طویل اور بھاری جثّہ والے تھے، سعد یہ رجز پڑھتے ہوئے گزرے:

تھوڑی دیر انتظار کرو لڑائی اپنا بوجھ اٹھائے گی۔ مقررہ وقت پر آنے والی موت کتنی اچھی ہے۔

میں وہاں سے اٹھ کر ایک باغ میں گھس گئی، وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت موجود تھی جن میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان میں ایک آدمی کے سر پر خود تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: آپ

کیوں آئی ہیں؟ بہ خدا آپ بہت جری ہیں، آپ اس سے کیسے بے خطر ہو گئیں کہ کوئی مصیبت آ جائے یا کوئی آپ کو پکڑ کر لے جائے، وہ برابر مجھے ملامت کرتے رہے حتی کہ میں نے چاہا کہ اب زمین پھٹ جائے اور میں اس میں سما جاؤں، اتنے میں خود والے آدمی نے اپنے چہرے سے خود ہٹایا تو وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے، وہ کہنے لگے: عمرؓ! تو نے تو آج حد کر دی، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کہاں کا فرار اور کیسا پکڑ کر لے جانا۔ اور سعد رضی اللہ عنہ پر مشرکین قریش کا ابن عرقہ نامی ایک شخص تیر برسانے لگا، اس نے سعد سے کہا: لو یہ تیر سنبھالو میں ابن عرقہ ہوں، تیر سعد رضی اللہ عنہ کے بازو کی رگ ہفت اندام میں لگا اور اسے کاٹ دیا، سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ عز وجل سے دعا کی اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں بنو قریظہ کے معاملے میں ٹھنڈی نہ ہو جائیں، بنو قریظہ دورِ جاہلیت میں ان کے حلیف اور تعلق دار تھے، سعد رضی اللہ عنہ کا زخم بہتر ہو گیا اور اللہ عز وجل نے مشرکوں پر آندھی بھیجی اور لڑائی سے اہل ایمان کی کفالت فرمائی اور اللہ ہی بڑا طاقت والا، غالب ہے۔

سو ابوسفیان اور اس کے ساتھی تہامہ (مکہ مکرمہ) واپس چلے گئے اور عیینہ بن بدر اور اس کے حملہ آور ساتھی نجد چلے گئے، بنو قریظہ واپس جا کر اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے، رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ واپس آ گئے اور ہتھیار رکھ دیے، سعد رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں چمڑے کا خیمہ نصب کرنے کا حکم فرمایا۔

اسی اثنا میں جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے ان کے دانتوں پر غبار تھا، انہوں نے کہا: آپ نے اسلحہ رکھ دیا، اللہ کی قسم! فرشتوں نے ابھی تک اسلحہ نہیں رکھا، آپ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہوں، ان سے جنگ کیجئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ پہنی اور لوگوں میں بنو قریظہ کی طرف کوچ کی منادی کرا دی، رسول اللہ ﷺ کا گزر بنو غنم پر ہوا یہ مسجد نبوی کے ارد گرد رہنے والے پڑوسی تھے، آپ نے پوچھا: تمہارے پاس سے کوئی گزرا ہے؟ انہوں نے کہا: دحیہ کلبی ہمارے پاس سے گزرے ہیں، دحیہ کلبی اپنی داڑھی، دانتوں اور چہرے میں جبریل علیہ السلام سے مشابہت رکھتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ بنو قریظہ کے ہاں تشریف لائے ان کا محاصرہ کر لیا، پچیس روز یہ محاصرہ جاری رہا، جب ان کا محاصرہ سخت ہو گیا اور ان کی پریشانیاں بڑھ گئیں، ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر سر جھکا دو، انہوں نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا (کہ اگر ہم ایسا کر لیں تو ہمارا کیا انجام ہوگا؟) انہوں نے اشارے سے بتایا کہ انہیں قتل کر دیا جائے گا، اس پر انہوں نے کہا ہم سعد بن معاذ کے فیصلے پر راضی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سعد کے فیصلے پر اترو، وہ قلعوں سے اتر آئے اور رسول اللہ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا، انہیں ایک دراز گوش پر سوار کر کے لایا گیا جس کا

پالان کھجور کی چھال کا تھا، سعد رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا اور وہ ان سے کہہ رہے تھے: ابوعمرو! یہ آپ کے حلیف اور تعلق دار ہیں، مغلوب ہو چکے ہیں، ان پر احسان کیجئے، لیکن وہ انہیں کوئی جواب دے رہے تھے نہ ان کی طرف توجہ کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب سعد رضی اللہ عنہ ان کے گھروں کے قریب پہنچ گئے تو اپنے قبیلے کے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروانہ کروں۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا: اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوں انہیں سواری سے اتارو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا آقا اللہ عز وجل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: انہیں اتارو، لوگوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو سواری سے اتارا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فیصلہ کرنے کو کہا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے جنگ جو افراد کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچے قیدی بنا لئے جائیں اور ان کے مال تقسیم کر دیے جائیں، رسول اللہ ﷺ نے (سعد کا یہ فیصلہ سن کر) فرمایا: تو نے اللہ عز وجل اور اس کے رسول (ﷺ) کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر تو نے اپنے نبی (ﷺ) کے خلاف قریش کی جنگوں کا کچھ حصہ باقی رکھا ہے تو مجھے زندہ رکھ، اور اگر تو نے اپنے نبی ﷺ اور ان کے درمیان جنگوں کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے، سو ان کا زخم پھوٹ پڑا حال آں کہ قبل ازیں وہ تقریباً صحیح ہو چکا تھا صرف ایک بالی کے برابر زخم نظر آ رہا تھا، سعد رضی اللہ عنہ اپنے خیمے میں واپس چلے گئے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے لگوایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، (سعد رضی اللہ عنہ کے انتقال پر) میں اپنے حجرے میں عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز کو ابوبکر کے رونے کی آواز سے الگ پہچان رہی تھی، یہ حضرات اللہ عز وجل کے اس ارشاد کے مصداق تھے: **رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ** (وہ آپس میں رحم دل ہیں)۔

حدیث کے راوی علقمہ کہتے ہیں میں نے کہا: امی جان! ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایسے وقت (عموماً) آپ کسی پر آنسو نہیں بہاتے تھے، لیکن جب آپ غم گین ہوتے تھے تو اپنی ریش مبارک اپنے ہاتھ میں لے لیتے تھے۔ (۸۳)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بنو قریظہ کی صرف ایک عورت قتل کی گئی، بہ

خدا وہ میرے پاس بیٹھی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی جب کہ رسول اللہ ﷺ بازار میں مردوں کو قتل کروا رہے تھے، کہ کسی نے اس عورت کا نام لے کر کہا: فلانی کہاں ہے؟ اس نے کہا: واللہ! یہ تو میں ہوں، میں نے اس سے کہا: تیرا کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگی میں قتل کی جاؤں گی، میں نے کہا: کس لئے؟ کہنے لگی میں نے ایسی حرکت کی ہے، سواسے لے جا کر اس کی گردن اڑا دی گئی، حضرت عائشہ فرماتی تھیں: اللہ کی قسم! میں اس حیرت کو کبھی نہیں بھلا سکتی، وہ کتنی ہشاش بشاش تھی، برابر ہنسے جا رہی تھی حال آں کہ اسے معلوم تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔(۸۴)

نابالغ لڑکوں کو قتل نہ کرنا

حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریظہ کے (فیصلے کے) روز ہمیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، جن لڑکوں کے (زیر ناف) بال آ گئے تھے انہیں قتل کر دیا گیا اور جن کے بال نہیں آئے تھے (ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے) انہیں چھوڑ دیا گیا، میں ان لڑکوں میں شامل تھا جن کے بال نہیں آئے تھے، سو مجھے چھوڑ دیا گیا (قتل نہیں کیا گیا)۔(۸۵)

حضرت عطیہ القرظی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قریظہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا، مسلمانوں کو میرے (بالغ یا نابالغ ہونے کے) بارے میں شک تھا، نبی کریم ﷺ نے میرے بارے میں حکم دیا کہ دیکھو اس کے زیر ناف بال نکلے ہیں، انہوں نے دیکھا میرے بال نہیں نکلے تھے، تو انہوں نے مجھے قتل نہیں کیا اور قیدیوں میں شامل کر لیا، سو میں اب تمہارے درمیان موجود ہوں۔(۸۶)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مقام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہمارے سامنے رکھا ہوا تھا اور نبی اکرم ﷺ فرما رہے تھے: اس (کی موت) پر ربّ رحمان کا عرش ہل گیا۔(۸۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سعد بن معاذ کی موت پر اللہ کا عرش بھی ہل گیا۔(۸۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دومۃ الجندل کے حکم ران نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ریشم کا جبہ تحفے کے طور پر بھیجا، یہ نبی ﷺ کی طرف سے (مردوں کے لئے) ریشم کے کپڑے پہننے کی ممانعت سے پہلے کا واقعہ ہے، آپ نے وہ جبہ زیب تن فرمایا، صحابہ کو وہ جبہ بہت پسند آیا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے جنت میں سعد کے رومال

اس سے زیادہ عمدہ اور حسین ہیں۔(۸۹)

مجاہدین کو ہدایات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے کسی لشکر کو روانہ کرتے تو فرماتے: اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ، اللہ سے کفر کرنے والوں کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرو، دھوکہ نہ کرنا، مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا، لاشوں کا حلیہ نہ بگاڑنا، بچوں اور عبادت گاہوں والوں کو قتل نہ کرنا۔(۹۰)

ایوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک صاحب کو اپنے والد کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں میں بھی شامل تھا، آپ نے ہمیں مزدوروں اور قابل خدمت لڑکوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا تھا۔(۹۱)

حضرت عصام المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب لشکر روانہ فرماتے اسے ارشاد فرماتے: جب تم مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو تو کسی کو بھی قتل نہ کرو۔(۹۲)

دن کے ابتدائی حصے میں لشکر روانہ فرمانا

حضرت صخر الغامدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی لشکر روانہ فرماتے تو اسے دن کے ابتدائی حصے میں روانہ فرمایا کرتے تھے۔(۹۳)

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح، آیت حجاب کا نزول، نکاح کا پیغام

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت کی مدت ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ جا کر زینب کو آپ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیں، زید رضی اللہ عنہ جب ان کے پاس پہنچے وہ آٹا گوندھ رہی تھیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے زینب کو دیکھا تو میرے دل میں ان کی اتنی عظمت بیٹھ گئی کہ میں ان کی طرف دیکھ نہ سکا۔ میں نے ان سے اپنی پیٹھ پھیری اور اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹ کر کہا: زینب! تمہیں خوش خبری ہو، رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری طرف نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اپنے رب عزوجل سے مشورہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کروں گی، یہ کہہ کر وہ اپنی نماز کی جگہ پر کھڑی ہوگئیں، اور (اسی اثناء میں) قرآن نازل ہوا (جس میں اللہ نے فرمایا پھر ہم نے زینب سے آپ کا نکاح کر دیا۔(۹۴)

اور رسول اللہ ﷺ بغیر اجازت لئے زینب رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے۔(۹۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی ازواج پر اپنے نکاح سے فخر کرتی تھیں اور کہتی تھیں میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر فرمایا ہے۔(۹۶)

حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کا تحفہ

حضرت انس رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا (انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) امّ سُلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں پتھر کے برتن میں حیس (گھی، پنیر اور کھجور سے تیار کردہ مالیدہ) کا تحفہ بھیجا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جاؤ، جو ملے اسے بلا لاؤ، لوگ اندر آتے رہے، کھا کر باہر جاتے رہے، نبی اکرم ﷺ نے کھانے پر ہاتھ رکھ کر برکت کی دعا فرمائی جو اللہ نے چاہا آپ نے دعا میں کہا، مجھے جو شخص ملا میں نے اسے بلایا، سب لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور باہر چلے گئے، چند لوگ وہاں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ازراہِ مروت ان سے کچھ نہ کہا، آپ انہیں گھر میں چھوڑ کر باہر تشریف لے گئے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ ۙ وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانۡتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَـقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ (۹۷)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں کھانے کے لئے نہ بلایا جائے (پہلے سے آکر) کھانا پکنے کا انتظار نہ کرتے رہو، ہاں جب بلائے جاؤ تو آجاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو (فوراً) منتشر ہو جاؤ اور (وہاں بیٹھے) باتوں میں دل نہ بہلاؤ، بے شک یہ (تمہارا طرزِ عمل) نبی کو تکلیف دیتا ہے، تو وہ تم سے شرماتے ہیں اور اللہ حق فرمانے سے نہیں رکتا، اور جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لئے بہت ہی پاکیزگی کا سبب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں شب زفاف گزارنے کے بعد صبح کو میں نے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے ولیمے کی دعوت دی، مسلمانوں نے سیر ہو کر روٹی اور گوشت کھایا، پھر آپ حسب معمول تشریف لے گئے، اپنی ازواج مطہرات کے گھروں میں جا

کر انہیں سلام کیا، انہوں نے آپ کو دعائیں دیں، پھر آپ اپنے گھر کی طرف تشریف لائے، میں آپ کے ساتھ تھا، گھر پہنچ کر آپ نے دیکھا، گھر کے ایک کونے میں دو آدمی مصروف گفت گو ہیں، آپ انہیں دیکھ کر واپس پلٹ گئے، جب ان آدمیوں نے آپ کو گھر سے واپس پلٹتے دیکھا تو وہ جلدی سے کھڑے ہو گئے، مجھے معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو بتایا یا کسی اور نے آپ کو ان کے چلے جانے کی خبر دی، آپ اپنے گھر میں واپس تشریف لے آئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، جب آپ نے گھر کی چوکھٹ پر قدم رکھا، تو اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا لیا اور آیت حجاب نازل ہوگئی۔ (۹۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمے سے عمدہ اور بھرپور ولیمہ کسی کا نہیں کیا، آپ نے لوگوں کو روٹی اور گوشت کھلایا، یہاں تک کہ لوگ (بچا ہوا) کھانا چھوڑ کر چلے گئے۔ (۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ کیا مسلمانوں نے سیر ہو کر گوشت اور روٹی کھائی پھر آپ حسب معمول نئے عقد کے بعد امہات المؤمنین کے حجروں کی طرف تشریف لے گئے، آپ نے انہیں سلام کیا اور دعا دی، انہوں نے آپ کو سلام کیا اور آپ کے لئے دعا کی، پھر آپ واپس تشریف لائے کہ میں آپ کے ساتھ تھا، جب آپ (زینب رضی اللہ عنہا کے گھر کے) دروازے تک پہنچے، آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ گھر کے کونے میں دو آدمی مصروف گفت گو ہیں، رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر واپس ہو گئے، جب انہوں نے نبی ﷺ کو واپس جاتے دیکھا تو گھبرا کر جلدی سے اٹھے اور گھر سے باہر چلے گئے، مجھے یاد نہیں میں نے آپ کو بتایا یا کسی اور نے آپ کو بتایا تو آپ واپس گھر تشریف لے آئے، اور میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔ (۱۰۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا، لوگ کھانا کھا کر چلے گئے، چند لوگ کھانے کے بعد گھر میں باتیں کرنے لگے، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، میں آپ کے پیچھے گیا، آپ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے گئے، آپ انہیں سلام کرتے وہ کہتیں: یا رسول اللہ! آپ نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا؟ مجھے معلوم نہیں کہ میں نے آپ کو بتایا کہ لوگ باہر چلے گئے یا کسی اور نے آپ کو بتایا، آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے، میں بھی اندر آنے لگا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور حجاب کی آیت نازل ہوگئی۔ (۱۰۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں گوشت اور روٹی کھلائی، لوگ کھانا کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے رہے، رسول اللہ ﷺ اٹھ کر باہر چلے

گئے، جتنا اللہ نے چاہا اتنا وقت ٹھہرنے کے بعد واپس تشریف لائے، لوگ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے، آپ کو اس سے تکلیف پہنچی اور آپ کے رخ انور پر اس کا اثر دکھائی دیا، اس موقع پر آیت حجاب نازل ہوئی۔ (۱۰۲)

ازواجِ مطہرات اور بناتِ طاہرات رضی اللہ عنہن کا مہر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ فرمایا: عورتوں کے مہر میں حد سے نہ بڑھو (غلو نہ کرو) اگر یہ چیز دنیا میں باعزت ہوتی یا اللہ کے ہاں تقوے میں شمار ہوتی تو نبی ﷺ اس کے زیادہ حق دار تھے، جب کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی زوجہ یا صاحب زادی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں تھا۔ (۱۰۳)

غزوۂ بنوالمصطلق ۵ھ

ابن عون بیان کرتے ہیں کہ میں نے نافع کو خط لکھ کر دریافت کیا، کیا جنگ سے پہلے (میدان جنگ میں) مشرکوں کو اسلام کی دعوت دی جاتی تھی؟ انہوں نے لکھا کہ ابتدائے اسلام میں ایسا ہوتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے بنوالمصطلق پر جس وقت حملہ کیا وہ لوگ غافل تھے اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا جارہا تھا، آپ نے ان کے لڑاکا لوگوں کو قتل کر دیا اور بقیہ افراد کو قیدی بنالیا، اسی دن حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کو آپ نے حاصل کیا، مجھے یہ بات عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتائی جو اس لشکر میں شامل تھے۔ (۱۰۴)

ابن عون بیان کرتے ہیں میں نے نافع رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر ان سے دریافت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جہاد میں شرکت کیوں چھوڑ دی؟ لڑائی سے پہلے دشمن کو کس چیز کی دعوت دیتے تھے؟ اور کیا کوئی شخص اپنے سالار کی اجازت کے بغیر دشمن پر حملہ کرسکتا ہے؟ انہوں نے میرے خط کے جواب میں لکھا: ابن عمر رضی اللہ عنہما تو جنگوں میں شریک ہوتے تھے اور سواری کی پشت پر سوار رہے ہیں، وہ خود فرماتے تھے: نماز کے بعد افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد ہے، اب ان کا جنگوں میں شریک نہ ہونا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیتوں کی تکمیل، کم سن بچوں اور زیادہ زمینوں کی دیکھ بھال کی وجہ سے ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے بنوالمصطلق پر اس وقت حملہ کیا تھا جب کہ وہ غافل تھے، اپنے جانوروں کو پانی پلارہے تھے، آپ نے ان کے جنگ جو افراد کو قتل کر دیا اور باقیوں کو قیدی بنالیا، اور آپ نے حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کو حاصل کیا۔ مجھ سے یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی وہ اس لشکر میں شامل تھے، اور ابتدائے اسلام میں جنگ سے قبل کفار کو دین کی دعوت دی جاتی تھی اور اپنے امیر کی اجازت کے بغیر کوئی کسی لشکر پر حملہ آور نہ ہو۔ (۱۰۵)

بنو المصطلق کی طرف سفر کے دوران

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کی طرف جاتے ہوئے مجھے کسی کام سے بھیج دیا، میں آپ کے پاس آیا آپ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ سے بات کی تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا، میں نے پھر آپ سے بات کرنا چاہی، پھر آپ نے ہاتھ سے اسی طرح اشارہ فرمایا، میں نے آپ کو قرأت کرتے اور (رکوع وسجود کے لئے) اپنے سر سے اشارہ فرماتے دیکھا، جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کا کیا بنا؟ میں نے تم سے بات اس لئے نہیں کی کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ (۱۰۶)

جمع بین الصلاتین

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ بنو المصطلق کے روز دو نمازیں (ایک وقت میں) جمع فرمائیں۔ (۱۰۷)

ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ نے مغرب اور عشاء (کی نمازوں) کو جمع فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، جس زمانے میں ہم نے بنو المصطلق سے جنگ کی۔ (۱۰۸)

مہاجر اور انصاری میں جھگڑا اور عبداللہ بن اُبی کا کردار

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ بنو المصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک مہاجر کی انصاری سے دھکم دھکا ہوگئی، انصاری نے کہا: اے انصار کے لوگو! (مدد کو پہنچو) مہاجر نے کہا: اے مہاجرو! (مدد کو پہنچو) نبی ﷺ نے یہ آوازیں سن کر فرمایا: یہ زمانۂ جاہلیت کی پکاریں کیسی ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان بدبودار پکاروں کو چھوڑ دو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین جب مدینہ منورہ میں آئے ان کی تعداد انصار سے کم تھی، پھر مہاجرین کی تعداد بڑھ گئی، عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کو یہ بات معلوم ہوئی وہ کہنے لگا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ (کہ ہمارے آدمیوں پر اب ہاتھ اٹھانے لگے ہیں) اللہ کی قسم! اگر ہم مدینے واپس پہنچ گئے تو ہم میں کا معزز ترین آدمی، ذلیل ترین آدمی کو وہاں سے نکال دے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمر! اسے رہنے دو، لوگ یہ نہ

کہنے لگیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کروا دیتے ہیں۔ (۱۰۹)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو دھکا دے دیا، اس کی اور اُس کی قوم جمع ہوگئی، اس نے کہا: اے مہاجرین! (مدد کو پہنچو) اس نے انصار کی دہائی دی، نبی اکرم ﷺ تک یہ آوازیں پہنچیں تو آپ نے فرمایا: ان بدبودار پکاروں کو چھوڑ دو، پھر آپ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی ان پکاروں کا کیا مطلب؟ زمانہ جاہلیت کی ان پکاروں کا اب کیا کام؟ (۱۱۰)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بنومصطلق کے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچازاد کے حصے میں آئیں، انہوں نے اپنے مالک سے مکاتبت کرلی، جویریہ رضی اللہ عنہا بہت حسین و ملیح خاتون تھیں، جو انہیں دیکھتا اس کے دل پر قابض ہو جاتیں، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بدل کتابت میں معاونت کی درخواست لے کر آئیں، اللہ کی قسم! میں نے اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا تو مجھے ناگوار محسوس ہوا، میں سمجھ گئی کہ ان کا جو حسن و جمال میں نے دیکھا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں گے، بہ رحال وہ آپ کے پاس اندر آئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں حارث بن ابی الضرار کی بیٹی جویریہ ہوں، وہ اپنی قوم کے سردار ہیں، جو مصیبت مجھ پر آپڑی ہے آپ سے مخفی نہیں، میں ثابت بن قیس (یا ان کے چچازاد) کے حصے میں آئی ہوں، میں نے اسے کتابت پر راضی کرلیا ہے، اب میں آپ کے پاس اپنے بدل کتابت میں معاونت کی خواہش لے کر آئی ہوں، آپ نے فرمایا: کیا تمہیں اس سے بہتر برتاؤ سے دل چسپی ہے؟ جویریہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں تمہارا بدل کتابت ادا کردوں اور تمہیں اپنے حبالۂ عقد میں لے لوں، انہوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ! (میں راضی ہوں)، آپ نے فرمایا: میں نے کرلیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سب لوگوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت الحارث کو رشتۂ زوجیت میں لے لیا ہے تو لوگوں نے کہا: یہ (بنومصطلق) تو رسول اللہ ﷺ کے سسرالی رشتہ دار بن گئے، چناں چہ انہوں نے اپنے تمام قیدی آزاد کردیئے، یوں اس عقد کی برکت سے بنومصطلق کے سو گھرانوں کو آزادی ملی، میرے علم میں اپنی قوم کے لئے جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑی برکت والی کوئی خاتون نہیں۔ (۱۱۱)

حدیث افک

امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے، ایک مرتبہ کسی غزوہ (۱۱۱۔الف) میں ہمارے درمیان قرعہ ڈالا تو میرا نام نکل آیا، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئی، یہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے، میں دورانِ سفر اپنے کجاوے میں اٹھائی جاتی اور کجاوے میں اتاری جاتی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپس روانہ ہو کر مدینے کے قریب آ گئے تو ایک شب آپ نے کوچ کا اعلان فرمایا، اس اعلان پر میں اٹھی اور لشکر سے آگے بڑھ گئی اور قضائے حاجت کے بعد اپنے کجاوے کے پاس آ گئی، میں نے اپنے سینے پر ہاتھ لگا کر دیکھا تو میرا اظفار کے مہروں والا ہار ٹوٹ گیا تھا، میں واپس جا کر اپنا ہار تلاش کرنے لگی، اس کی تلاش میں مجھے دیر ہو گئی اور وہ لوگ جو میرا کجاوہ اٹھایا کرتے تھے انہوں نے میرا کجاوہ اٹھا کر میرے اونٹ پر کَس دیا، ان کا خیال تھا کہ میں کجاوے میں موجود ہوں، کیوں کہ اس زمانے میں عورتیں بہت ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، بھاری بھرکم اور فربہ اندام نہیں ہوتی تھیں اور ان کی خوراک کم ہوتی تھی، اس لئے کجاوہ اٹھاتے اور رکھتے وقت انہیں اس کے ہلکے ہونے کا احساس نہ ہو سکا، میں تو ویسے بھی کم عمر لڑکی تھی، سو انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہو گئے، لشکر کی روانگی کے بعد مجھے اپنا ہار مل گیا، میں واپس پڑاؤ پر آئی تو وہاں کوئی نہیں تھا، میں نے اسی جگہ پر بیٹھنے کا ارادہ کر لیا جہاں میں اتری تھی اور یہ خیال کیا کہ جب لوگ مجھے نہیں پائیں گے تو میری طرف واپس آئیں گے، وہاں بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی اور میں سو گئی۔

صفوان بن معطل سلمی (جو بعد میں ذکوانی کہلائے) لشکر کے پیچھے تھے، وہ صبح کو میرے ٹھکانے کے پاس آئے اور کسی سوتے ہوئے انسان کو دیکھا، میرے پاس آ کر انہوں نے مجھے پہچان لیا، کیوں کہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا، انہوں نے مجھے پہچان کر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا، ان کی آواز سے میں بیدار ہو گئی اور اپنی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا، اللہ کی قسم! اس کے علاوہ انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی نہ میں نے ان سے کوئی بات سنی، انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے اگلے پیر پر اپنا پاؤں رکھا، میں اونٹ پر سوار ہو گئی، وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر روانہ ہو گئے، یہاں تک کہ دوپہر کی سخت گرمی میں ہم لشکر کے پڑاؤ پر پہنچ گئے۔ پھر میرے بارے میں جس نے ہلاک ہونا تھا ہلاک ہوا اور اس کا بڑا ذمے دار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا، مدینے پہنچ کر میں ایک مہینے بیمار رہی، لوگ افترا پردازوں

کی بات کا چرچا کرتے اور میں اس سے لاعلم تھی، البتہ بیماری کی حالت میں مجھے شک ضرور ہوتا کہ اس بیماری میں رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف و کرم نہیں دیکھتی تھی جو اس سے پہلے اپنی بیماری کے دوان دیکھا کرتی تھی، رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لاتے، سلام کرتے اور یہ پوچھتے: تم کیسی ہو؟ اس سے مجھے شک ہوتا لیکن مجھے شرانگیزی کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا۔ بیماری سے افاقے کے بعد میں ام مسطح کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے میدان کی طرف گئی، کیوں کہ اس وقت تک ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں ہوتے تھے، ہم صرف رات کے وقت ہی وہاں جایا کرتے تھے، دورِ جاہلیت کے دستور کے مطابق ہم قضائے حاجت کے لئے باہر جایا کرتے تھے اور ہمیں گھروں کے پاس بیت الخلاء بنانے سے تکلیف ہوتی تھی۔

ام مسطح، ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھی، اس کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی، مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب اس کا بیٹا تھا، ئیں ام مسطح کے ساتھ باہر گئی، فراغت کے بعد جب میں اور ام مسطح اپنے گھر کے قریب پہنچے تو ام مسطح کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسل گیا تو اس نے کہا: مسطح ہلاک ہو، میں نے اس سے کہا: آپ نے غلط بات کہی، آپ ایک ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہیں جس نے غزوۂ بدر میں شرکت کی ہے، ام مسطح نے جواب میں کہا: لڑکی! کیا تو نے سنا نہیں اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے پوچھا: اس نے کیا کہا ہے؟ تو ام مسطح نے مجھے افتراپردازوں کی بات بتائی، جس سے میری بیماری مزید بڑھ گئی۔ جب میں اپنے گھر لوٹ آئی رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور فرمایا: تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کیا: کیا آپ مجھے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ میں یہ چاہتی تھی کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے ہاں آئی تو میں نے اپنی والدہ سے کہا: امی! لوگ کیا باتیں بنارہے ہیں؟ انہوں نے کہا: بیٹی! غم نہ کرو، جب کوئی خاتون پاکیزہ صورت ہو، اس کا خاوند اسے چاہتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں تو اللہ کی قسم عموماً اس قسم کی باتیں ہوتی رہتی ہیں، میں نے کہا: سبحان اللہ کیا لوگ یہ چہ مے گوئیاں کررہے ہیں؟ اور میں اس رات صبح تک روتی رہی، میرے آنسو تھمتے تھے نہ مجھے نیند آتی تھی اور صبح کو بھی میں روتی رہی۔

نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا تاکہ ان سے اپنی بیوی کو جدا کرنے کے بارے میں مشورہ لیں، اسامہ بن زید نے رائے دیتے ہوئے یہ اشارہ کیا کہ وہ آپ کی اہلیہ کو پاک دامن جانتے ہیں اور اہل بیت کی محبت کے تقاضے کے مطابق مشورہ دیا، اور کہا یا رسول اللہ! وہ آپ کی اہلیہ ہیں، ہم ان میں نیکی کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں فرمائی، اس کے علاوہ بھی بہت عورتیں ہیں،

آپ باندی سے دریافت فرمائیں وہ آپ سے سچ سچ بیان کر دے گی، رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو بلا کر فرمایا: بریرہ! تو نے کبھی عائشہ میں شک والی بات دیکھی ہے؟ بریرہ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے ان میں اس سے زیادہ قابل تنقید کوئی بات نہیں دیکھی کہ وہ نوعمر لڑکی ہے، آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور منبر پر جا کر فرمایا: کون ہے جو اس شخص (عبداللہ بن ابی بن سلول) کے مقابلے میں میری مدد کرے جس نے میری اہلیہ کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے، بہ خدا میں اپنی اہلیہ کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتا اور انہوں نے جس شخص کا نام لیا ہے میں اس میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتا، وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر میں نہیں آیا، یہ سن کر سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یارسول اللہ! میں اس معاملے میں آپ کی مدد کروں گا، اگر اس کا تعلق قبیلۂ اوس سے ہے، ہم اس کی گردن اڑا دیں گے اور اگر اس کا تعلق ہمارے بھائی خزرج سے ہے تو آپ جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے، یہ سن کر خزرج کا سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھا حال آں کہ وہ نیک شخص تھا لیکن اس پر قبائلی حمیت غالب آگئی، انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: بہ خدا تم اسے قتل نہیں کرو گے نہ ہی اس کے قتل پر قدرت پا سکو گے، تب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: تو نے جھوٹ کہا، اللہ کی قسم! ہم اسے ضرور قتل کر دیں گے، تو منافق ہے، منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے، اس پر دونوں قبیلے اوس وخزرج مشتعل ہو گئے اور لڑنے پر آمادہ ہو گئے، رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے تھے، آپ برابر انہیں خاموش کرا رہے تھے، یہاں تک کہ لوگ خاموش ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے بھی خاموشی اختیار فرمالی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اس روز بھی دن بھر روتی رہی، میرے آنسو نہ تھمے نہ ہی مجھے نیند آئی، آنے والی رات بھی میری یہی کیفیت رہی، میرے والدین کا خیال تھا کہ رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا، اسی اثنا میں کہ میں رو رہی تھی اور میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے ایک انصاری خاتون نے مجھ سے آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اسے اندر آنے کی اجازت دی، وہ خاتون بھی میرے ساتھ رونے لگی، ہم اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، سلام کیا اور بیٹھ گئے، جب سے مجھ پر افترا باندھا گیا آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک ماہ تک میرے بارے میں آپ کے پاس وحی نہیں آئی۔

بیٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر ارشاد فرمایا: عائشہ! میں نے تیرے بارے

میں اس اس طرح کی باتیں سنی ہیں اگر تم تہمت سے بری ہو تو عن قریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاک دامنی بیان فرمادے گا اور اگر تم گناہ میں مبتلا ہو چکی ہو تو اللہ سے توبہ واستغفار کرو، کیوں کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی بات پوری فرمالی تو میرے آنسو تھم گئے، ایک قطرہ بھی نہ نکلا، میں نے اپنے والد سے کہا: میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب دیں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کیا عرض کروں، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا: آپ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب دیں، انہوں نے بھی کہا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اس بات کا کیا جواب عرض کروں، میں خود عرض گزار ہوئی، حال آں کہ میں کم عمر لڑکی تھی اور بہت زیادہ قرآن بھی پڑھی ہوئی نہ تھی، اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں لوگوں سے سن کر یہ بات آپ لوگوں کے دل میں سما گئی ہے اور آپ لوگوں نے اسے سچ سمجھا ہے، اور اگر میں آپ سے کہوں میں اس تہمت سے بری ہوں اور اللہ عزوجل جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے، اور اگر میں اس کا اعتراف کرلوں حال آں کہ اللہ عزوجل جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق کریں گے، اللہ کی قسم! مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ میری اور آپ کی مثال یوسف علیہ السلام کے والد جیسی ہے جنہوں نے کہا تھا:

فَصَبۡرٌ جَمِيۡلٌ ط وَ اللّٰهُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ O (۱۱۲)

تو اب صبر (ہی) اچھا ہے اور میں اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں اس بات پر جو تم ظاہر کرتے ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ پھر میں منہ پھیر کر اپنے بستر پر لیٹ گئی، بہ خدا مجھے اپنی برأت کا یقین تو تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری برأت ظاہر فرمائے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے یہ خیال نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل فرمائے گا جو تلاوت کی جائے گی، میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں قرآن نازل فرمائے گا، البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے بارے میں خواب میں دکھایا جائے گا جس میں اللہ عزوجل مجھے اس تہمت سے بری فرمادے گا، لیکن اللہ کی قسم نہ تو رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے تھے نہ ہی گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور معمول کے مطابق آپ پر نزول وحی والی کیفیت طاری ہوگئی، یہاں تک کہ سردی کے دنوں میں بھی ثقل وحی کی وجہ سے آپ کے جسم سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے۔

جب آپ سے نزول وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے ہنستے ہوئے پہلی بات یہ فرمائی: عائشہ!

تمہیں خوش خبری ہو اللہ عز وجل نے تمہیں (اس الزام سے) بری فرما دیا ہے، میری والدہ نے مجھ سے کہا: کھڑی ہو اور رسول اللہ ﷺ کا شکریہ ادا کرو، میں نے جواب دیا: بہ خدا! میں کھڑی ہوں گی نہ ہی آپ کا شکریہ ادا کروں گی میں صرف اللہ عز وجل کی تعریف اور حمد کروں گی جس نے میری برأت نازل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ دس آیات نازل فرمائیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُ وْ بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ ط لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ ط بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ط لِکُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ج وَ الَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ O لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا لا وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ O لَوْلَا جَآءُ وْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ج فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَاللّٰهِ هُمُ الْکٰذِبُوْنَO وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ O اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا صلے وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ O وَ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِهٰذَا صلے سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌO یَعِظُکُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ O وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ط وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌO اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ لا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ط وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ O وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ O (۱۱۳)

بے شک جن لوگوں نے (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر) تہمت لگائی وہ تم میں سے ایک گروہ ہے، تم اس (تہمت) کو اپنے لئے شر نہ سمجھو بل کہ وہ (مآل کے اعتبار سے) تمہارے لئے خیر ہے، اس گروہ میں سے ہر فرد کے لئے وہ گناہ ہے جو اس نے کمایا اور جس شخص نے ان میں سے اس (تہمت) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جب تم نے اس (تہمت) کو سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے متعلق نیک گمان کیوں نہیں کیا اور یہ کیوں نہیں کہا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے۔ (تہمت لگانے والے) اس پر چار گواہ کیوں نہ لائے، پس جب وہ گواہ نہیں لائے تو وہی اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو

تم نے جس (تہمت) کا چرچا کیا تھا اس کی وجہ سے تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ جب تم یہ (تہمت) اپنی زبانوں سے نقل کرتے رہے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہتے رہے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے رہے حال آں کہ اللہ کے نزدیک وہ بہت سنگین بات تھی۔ تم نے اس (تہمت) کو سنتے ہی یہ کیوں نہ کہا ایسی بات کرنا ہمارے لئے جائز نہیں ہے، اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت عظیم بہتان ہے۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دوبارہ ایسی بات کبھی بھی نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔ اور اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان فرما رہا ہے اور اللہ بہت علم والا بہت حکمت والا ہے۔ بے شک جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی کی بات پھیلے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بہت شفیق اور بے حد مہربان ہے (تو تم پر عذاب آ جاتا)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح پر رشتہ داری اور اس کی غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے، میری برأت کے نزول کے بعد انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں مسطح کو کبھی بھی کچھ نہیں دوں گا۔ (مسطح رضی اللہ عنہ بھی تہمت لگانے والوں میں شامل تھے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ ؕ (۱۱۴)

اور تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور وسعت والے ہیں اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہ دیں گے اور انہیں چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے نزول کے بعد کہا: مجھے یہ محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے اور وہ مسطح رضی اللہ عنہ پر حسب سابق خرچ کرنے لگے اور کہا: میں اس کا خرچہ کبھی بند نہیں کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرے بارے میں دریافت کیا کہ انہیں کیا معلوم ہے؟ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: یا

رسول اللہ! میں اپنی آنکھ اور کان کو محفوظ رکھنا چاہتی ہوں، میں عائشہ میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں جانتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں وہ میری برابری کرتی تھیں، اللہ تعالٰی نے ان کے زہد وتقویٰ کی وجہ سے انہیں بچالیا اور ان کی بہن حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ان سے جھگڑنے لگیں اور ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو کر (تہمت لگا کر) ہلاک ہو گئی۔(۱۱۵)

عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں صرف حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کا نام لیا گیا ہے، باقیوں کے نام مجھے معلوم نہیں حال آں کہ اللہ کے ارشاد کے مطابق وہ ایک جماعت تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ ان کے پاس حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہا جائے اور فرماتی تھیں انہوں نے یہ شعر کہا ہے:

فان ابی و والدہ و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

میرا والد، میرا دادا اور میری آبرو محمد ﷺ کی آبرو کے لئے تم لوگوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: اللہ کی قسم! جس شخص پر تہمت لگائی گئی تھی وہ کہتا تھا: سبحان اللہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں نے کبھی کسی عورت کا ستر نہیں کھولا، بعد ازاں وہ صاحب ایک جہاد میں شہید ہو گئے۔(۱۱۶)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ ایک انصاری عورت آئی اور اس نے اپنے بیٹے کے متعلق کہا: اللہ فلاں کے ساتھ ایسا کرے، میں نے کہا: تم نے یہ بات کیوں کہی؟ اس خاتون نے کہا: میرا بیٹا بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے یہ بات کہی ہے، میں نے کہا: وہ کیا بات ہے؟ اس نے پوری بات بتادی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پھر پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ بات سنی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا غش کھا کر اپنی والدہ پر گر پڑیں اور انہیں تپ لرزہ چڑھ گیا، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر کپڑے ڈال دیے، اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے آپ نے دریافت فرمایا کہ اسے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسے کپکپی کے ساتھ بخار ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا: شاید ان چہ مے گوئیوں کی وجہ سے جو کی جارہی ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، یارسول اللہ، اتنے میں عائشہ نے سر اٹھا کر کہا: اگر میں خود کو عیب سے پاک کہوں تو آپ کو یقین نہ

آئے گا اور اگر میں قسم کھالوں تو آپ میری تصدیق نہیں کریں گے، میری اور آپ لوگوں کی مثال یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں جیسی ہے، جب انہوں نے کہا تھا: فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُونَ O اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، پھر جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اندر تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ عزوجل نے تیری برأت نازل فرمائی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں، آپ کا نہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عائشہ! تم رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کہہ رہی ہو، کہا: جی ہاں۔

ام رومان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جن لوگوں نے اس افترا پردازی میں حصہ لیا تھا ان میں ایک ایسا شخص بھی شامل تھا ابوبکر رضی اللہ عنہ جس کی کفالت کرتے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ اس کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے، تو اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نازل ہوا:

وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ الخ (۱۱۷)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں مجھے مغفرت مطلوب ہے اور پھر اس کی کفالت کرنے لگے (۱۱۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میرے بارے میں الٹی سیدھی بات کہی گئی جن کا مجھے علم نہیں تھا، تو رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں خطبہ دینے کو کھڑے ہوئے، شہادتین کے اقرار اور اللہ عزوجل کے شایان شان حمد وثنا کے بعد فرمایا: اما بعد! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری اہلیہ پر الزام لگایا ہے، اللہ کی قسم! مجھے اپنی اہلیہ میں کسی قسم کی برائی قطعاً معلوم نہیں، اور انہوں نے جس شخص سے اسے متہم کیا ہے مجھے اس کے بارے میں کسی قسم کی برائی کا علم نہیں، وہ جب بھی میرے گھر میں آیا ہے میری موجودگی ہی میں آیا ہے، اور میں جب بھی سفر میں گیا ہوں وہ میرے ساتھ رہا ہے، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! ہمارے رائے یہ ہے کہ آپ ان کی گردنیں اڑا دیں، تب قبیلۂ خزرج کا ایک شخص کھڑا ہوا اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی والدہ اس شخص کی قوم میں سے تھیں۔ اس نے (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے) کہا: تم نے جھوٹ کہا، اللہ کی قسم! اگر ان (تہمت لگانے والوں) کا تعلق قبیلۂ اوس سے ہوتا تو تم ان کی گردنیں اڑانے کو اچھا نہ سمجھتے یہاں تک کہ اوس اور خزرج کے درمیان مسجد میں لڑائی ہونے کو تھی، میں اس سے لاعلم رہی۔

اس دن کی شام کو میں مسطح کی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے نکلی، وہ پھسلیں تو وہ بولیں: مسطح ہلاک ہو، میں نے کہا: اپنے بیٹے کو برا کیوں کہہ رہی ہو؟ وہ خاموش رہیں، پھر وہ دوسری بار پھسل کر گریں تو اس نے پھر مسطح کو بددعا دی، میں نے پھر کہا: تم اپنے بیٹے کو برا کیوں کہہ رہی ہو؟ پھر تیسری بار وہ پھسلیں تو

مسطح کو برا کہا، میں نے اسے ڈانٹ کر کہا: تم اپنے بیٹے کو برا کیوں کہہ رہی ہو؟ تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے تمہاری وجہ ہی سے برا کہہ رہی ہوں، میں نے کہا میرا کون سا ایسا معاملہ ہے؟ تو اس نے مجھے ساری بات بتائی میں نے پوچھا: کیا ایسا ہو چکا ہے؟ اس نے کہا: بہ خدا ایسا ہی ہوا ہے، میں اپنے گھر واپس آئی، مجھے قضائے حاجت کی ضرورت باقی نہ رہی، مجھے بخار ہو گیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا مجھے اپنے والد کے گھر بھیج دیں، آپ نے میرے ساتھ لڑکے کو بھیجا، میں گھر گئی وہاں میری والدہ ام رومان موجود تھیں، انہوں نے کہا: بیٹی کیسے آنا ہوا؟ میں نے انہیں (تہمت والی) بات بتائی، انہوں نے کہا: حوصلہ رکھو، بہ خدا ایسا ہی ہوتا ہے کہ کوئی عورت حسین ہو، اپنے شوہر کی چہیتی ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، مگر وہ اس سے چڑتی ہیں اور اس کے عیب نکالتی ہیں، میں نے پوچھا: کیا ابو کو یہ بات معلوم ہے؟ کہا: ہاں، میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کو بھی؟ کہا: رسول اللہ کو بھی معلوم ہے، اس پر میرے آنسو نکل آئے اور میں رونے لگی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میری آواز سن لی، آپ گھر کی چھت پر تلاوت کر رہے تھے، وہ نیچے اتر آئے اور میری امی سے پوچھا: اسے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: اسے بھی تہمت والا واقعہ معلوم ہو گیا ہے، میرے والد کے آنسو نکل آئے اور انہوں نے کہا: بیٹی تجھے قسم ہے اپنے گھر واپس چلی جاؤ، میں واپس چلی گئی، میرے والدین بھی میرے پاس آ گئے اور میرے پاس ہی رہے یہاں تک کہ عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میرے والدین میرے دائیں بائیں موجود تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے شہادتین اور اللہ کے شایان شان حمد و ثنا کے بعد فرمایا: امابعد! اگر تم سے غلطی ہو گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے، اسی دوران انصار کی ایک خاتون دروازے پر آ کر بیٹھ گئی، مجھے اس کے سامنے اس تہمت کے متعلق کسی قسم کی بات کرنے سے حیا آئی، میں نے اپنے والد سے کہا: آپ رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب دیں، انہوں نے کہا: میں کیا کہوں؟ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا: آپ جواب دیں، انہوں نے کہا: میں کیا کہوں؟ جب میرے والدین میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ عزوجل کی حمد کی اور اس کے شایان شان اس کی ثناء کے بعد کہا: امابعد! اللہ کی قسم! اگر میں آپ کو کہوں میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا اور اللہ جل جلالہ گواہ ہے کہ میں سچی ہوں، یہ بات آپ کی نظروں میں مجھے فائدہ نہیں دے گی کہ آپ کے دلوں میں یہ بات جم چکی ہے، اور اگر اس (ناکردہ گناہ) کا اقرار کر لوں حال آں کہ اللہ عزوجل جانتا ہے میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تو آپ مجھے سچا جان لیں گے، بہ خدا مجھے اپنے اور آپ لوگوں کے لیے یوسف علیہ السلام کے والد کی مثال کے سوا کوئی مثال نہیں ملتی (مجھے اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد نہیں آیا) جنہوں نے کہا تھا:

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ۔

اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے لگی، جب نزول وحی کی کیفیت ختم ہوئی، میں نے آپ کے چہرہ پر مسرت کے آثار دیکھے آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمانے لگے: عائشہ! تمہیں خوش خبری ہو اللہ عزوجل نے تمہاری برأت نازل فرمائی ہے، میں اس وقت سخت غصے میں تھی، میرے والدین نے مجھے کہا: آپ کی طرف شکریے کے لیے کھڑی ہوں، میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں کھڑی ہو کر آپ ﷺ کا شکریہ ادا نہیں کروں گی نہ ہی آپ دونوں کا شکریہ ادا کروں گی، آپ لوگوں نے یہ سب کچھ سنا، اس کی تردید نہیں کی، میں تو اللہ کی حمد کروں گی جس نے میری برأت (پاک دامنی) نازل فرمائی، (قبل ازیں) رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور باندی سے میرے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی عیب نہیں معلوم، البتہ وہ کبھی سو جاتی ہیں اور بکری گھر میں داخل ہو کر اس کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی نے اسے ڈانٹ کر کہا: رسول اللہ ﷺ کو سچ سچ بتاؤ تو اس نے کہا: بخدا میں اس کے متعلق اسی طرح جانتی ہوں جیسے سنار سرخ سونے کے ٹکڑے کو جانتا ہے، اور جس شخص کے متعلق یہ بات کہی گئی تھی جب اسے یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا: سبحان اللہ! اللہ کی قسم میں نے کبھی بھی کسی عورت کا ستر نہیں کھولا، پھر وہ راہ خدا میں شہید کر دیے گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اللہ عزوجل نے ان کی دین داری کی وجہ سے (تہمت کے گناہ سے) محفوظ رکھا، انہوں نے اس بارے میں کلمہ خیر کہا، لیکن ان کی بہن حمنہ ہلاک ہونے والوں میں (تہمت لگانے والوں میں) شامل تھی، ان لوگوں میں منافق عبداللہ بن ابی بھی شامل تھا وہ اس تہمت کے پھیلانے میں بڑا حصہ دار تھا، مسطح اور حسان بن ثابت بھی شامل تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ مسطح رضی اللہ عنہ کی کبھی بھی کسی طرح مدد نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُّؤْتُوْآ أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (۱۱۹)

اور تم میں سے جو لوگ صاحبِ فضل اور وسعت والے ہیں اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ اپنے رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (کچھ) نہ دیں گے اور انہیں چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش

دے، اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا: ہاں، اللہ کی قسم! ہم اللہ کی مغفرت کو محبوب رکھتے ہیں۔ اور آپ مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسب سابق سلوک کرنے لگے۔ (۱۲۰)

افک میں حصہ لینے والوں پر حد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب میری برأت نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اس کا ذکر فرمایا اور قرآن کی آیات تلاوت کیں، جب آپ منبر سے اترے آپ کے حکم سے دو مردوں اور ایک عورت کو حد لگائی گئی۔ (۱۲۱)

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی گزر بسر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے گھر والے مسلسل کئی کئی راتیں بھوکے گزارتے، ان کے لیے رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا اور ان کا عمومی کھانا جو کی روٹی ہوتی تھی۔ (۱۲۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے احد (پہاڑ) کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے مجھے یہ پسند نہیں کہ آل محمد (ﷺ) کے لیے احد کو سونے کا بنا دیا جائے، میں اسے راہ خدا میں خرچ کروں اور موت کے وقت میں اس میں سے دو دینار چھوڑ جاؤں، سوائے ان دو دیناروں کے جو قرض کی ادائیگی کے لئے رکھے ہوں اگر قرض ہو، چناں چہ آپ نے اپنے وصال کے وقت دینار، درہم، غلام اور باندی نہیں چھوڑے، آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض گروی رکھی ہوئی تھی۔ (۱۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت آپ کی زرہ اپنے اہل خانہ کے لئے تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ (۱۲۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ چٹائی پر تشریف فرما تھے، آپ کے پہلو پر اس کا نشان پڑ گیا تھا، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ اس سے نرم بستر بنوا لیتے؟ (تو خوب رہتا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار جیسی ہے جو گرمی کے دن میں سفر کرتا ہے، پھر دن میں گھڑی بھر کے لئے کسی درخت کا سایا حاصل کرتا ہے، پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو جاتا ہے۔ (۱۲۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ چٹائی پر لیٹے،

جس کے نشان آپ کے پہلو پر پڑ گئے، جب آپ بیدار ہوئے تو میں آپ کے پہلو پر ہاتھ پھیرنے لگا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت مرحمت نہیں فرماتے کہ ہم اس چٹائی پر کچھ بچھا دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا دنیا سے کیا تعلق، میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو کسی درخت کے سایے میں (کچھ دیر کے لئے) رکے پھر اسے چھوڑ کر روانہ ہو جائے۔ (۱۲۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھوک کی وجہ سے کروٹیں بدلتے ہوئے دیکھا ہے، آپ کے پاس ردی کھجوریں بھی نہ ہوتیں جن سے اپنا پیٹ بھر لیتے۔ (۱۲۷)

غزوات میں خواتین کی شرکت

عطاء بیان کرتے ہیں کہ نجدہ حروری (خارجی) نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک خط میں بچوں کے قتل کے متعلق دریافت کیا، اور یہ پوچھا کہ خُمس کس کا حق ہے، بچے کا دورِ یتیمی کب ختم ہوتا ہے، عورتوں کو جنگ میں ساتھ لے جایا سکتا ہے، اور یہ کہ غلام کا مال غنیمت میں حصہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جواب میں لکھا کہ جہاں تک بچوں کے قتل کا معاملہ ہے اگر تم خضر ہو کہ کافر اور مومن میں فرق کر سکتے ہو تو انہیں قتل کر دو، رہا خُمس تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے، لیکن ہماری قوم کے خیال میں یہ ہمارا حق نہیں ہے، رہا عورتوں کا معاملہ، رسول اللہ ﷺ بیماروں کے علاج اور زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے انہیں ساتھ لے جاتے تھے، عورتیں جنگ میں شریک نہیں ہوتی تھیں، بچے کے بالغ ہونے پر اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے اور غلام کا مال غنیمت میں کوئی حصہ نہیں، البتہ کبھی ان کو بھی تھوڑا بہت دے دیا جاتا تھا۔ (۱۲۸)

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ہم غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، ہم لوگوں کو پانی پلاتے اور ان کی خدمت کرتے تھے، اور زخمیوں اور شہدا کو مدینہ طیبہ پہنچاتے تھے۔ (۱۲۹)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی، میں مریضوں کا علاج کرتی، زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی تھی اور ان کے ٹھکانوں میں ان کے لئے کھانا بناتی تھی۔ (۱۳۰)

غزوات میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی غزوے میں ایک عورت کو مقتول دیکھا تو آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرما دیا۔ (۱۳۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن ایک مقتولہ عورت کے پاس سے گزرے تو ارشاد فرمایا: یہ تو جنگ کرنے والی نہ تھی۔ پھر آپ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (۱۳۲)

مال غنیمت میں سے عورتوں اور غلاموں کا حصہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لشکر کو حاصل ہونے والے مال غنیمت میں سے عورت اور غلام کو عطا فرماتے تھے، دوسری روایت میں ہے لشکر کو حاصل ہونے والے مال غنیمت کے علاوہ سے عطا فرماتے تھے۔ (۱۳۳)

صلح حدیبیہ ۶ھ

حدیبیہ میں شریک صحابہ کرام کی تعداد

ذیال بن حرملہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے پوچھا: بیعت رضوان کے موقع پر آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم چودہ سو تھے، رسول اللہ ﷺ نماز کے دوران ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے تھے۔ (۱۳۴)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ تک پہنچے، یہ ایک کنواں تھا جس میں بہت کم پانی تھا، ہم چودہ سو افراد تھے، اس میں سے ایک ڈول پانی نکالا گیا، نبی کریم ﷺ نے اس سے کلی کی اور کلی کا پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا اور دعا فرمائی، پھر ہم نے پانی پیا اور خوب سیراب ہوئے۔ (۱۳۵)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں ہم چودہ سو افراد تھے، ہم نے اس کنوئیں کا پورا پانی نکال لیا۔ نبی اکرم ﷺ کو یہ بات بتائی گئی (کہ کنوئیں میں باقی نہیں بچا) آپ تشریف لائے، کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے، برتن منگوایا، اس میں کلی کی اور کلی کا پانی کنوئیں میں ڈال دیا، ہم نے اسے تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ دیا، پھر ہم اور ہماری سواریاں حسب خواہش اس کے پانی سے سیراب ہوتے رہے۔ (۱۳۶)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگ پیاسے ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک پیالہ تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے کہ لوگ گھبرائے ہوئے آپ کے پاس آئے، آپ

نے دریافت فرمایا: کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے پاس پینے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے پانی ہے، صرف یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے، رسول اللہ ﷺ نے پیالے میں ہاتھ رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا، ہم نے پانی پیا اور وضو کیا۔ سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں میں نے پوچھا: آپؓ کتنے حضرات تھے؟ انہوں نے فرمایا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوجاتا، ہم پندرہ سو تھے۔ (۱۳۷)

دورانِ سفر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا شکار

حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا، ابوقتادہ نے احرام نہیں باندھا تھا، رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی کہ دشمن مقام غیقہ میں ہے، رسول اللہ روانہ ہوگئے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے، میں نے نظر دوڑائی تو مجھے جنگلی گدھا (حمار وحشی) نظر آیا، میں نے ان سے مدد کی درخواست کی لیکن انہوں نے (احرام میں ہونے کی وجہ سے) انکار کردیا، میں نے اس پر حملہ کردیا اور اس کا شکار کرلیا، اور ہم نے اس کا گوشت کھایا، پھر ہمیں اندیشہ ہوا کہ کہیں ہم بھٹک نہ جائیں، میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا، کبھی گھوڑے کو دوڑاتا کبھی آہستہ چلاتا، آدھی رات کو بنوغفار کے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی میں نے اس سے پوچھا: تو نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ کو سقیا کے قریب مقام تعہن میں چھوڑا ہے، میں آپ کے پاس پہنچا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے ساتھی آپ کو سلام کہتے ہیں، انہیں اندیشہ ہے کہ وہ آپ سے بچھڑ نہ جائیں، آپ ان کا انتظار فرمائیں، آپ ان کا انتظار کرنے لگے، میں نے عرض کیا: میں نے حمار وحشی کا شکار کیا ہے میں احرام میں نہیں تھا، میرے پاس اس کا بچا ہوا گوشت موجود ہے، آپ نے لوگوں سے فرمایا: اسے کھاؤ، حال آں کہ وہ حالت احرام میں تھے۔ (۱۳۸)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے سر میں جوئیں

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم حالت احرام میں تھے مشرکوں نے ہمیں روک لیا تھا، میرے سر کے بال لمبے تھے، جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں، نبی اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا، آپ نے میری حالت دیکھ کر فرمایا: کیا تمہیں جوئیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے

ارشاد فرمایا: سر منڈ والو اور تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو یا قربانی کرلو، یہ آیت کریمہ میرے بارے میں نازل ہوئی ہے:

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ (۱۳۹)

پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو (اس پر سر منڈ وانے کا) بدلہ ہے روزے یا صدقہ یا قربانی۔(۱۴۰)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے سر میں اتنی جوئیں پڑ گئیں میرا خیال تھا کہ ہر بال کی جڑ سے سرے تک جوئیں بھری پڑی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے میری یہ حالت دیکھ کر فرمایا: سر منڈ الو، اور (مذکور الصدر) آیت نازل ہوئی، آپ نے فرمایا: چھ مسکینوں کو تین صاع کھجوریں کھلا دو۔(۱۴۱)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا میرے چہرے پر جوئیں گر رہی تھیں، آپ نے فرمایا: کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے مجھے سر منڈ وانے کا حکم دیا، لوگ حدیبیہ میں تھے، انہیں توقع تھی کہ وہ مکہ میں داخل ہوں گے (اور عمرہ کر کے سر منڈ ائیں گے) اللہ تعالیٰ نے فدیہ کا حکم نازل فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانے، یا تین دن کا روزہ رکھنے یا بکری کی قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔(۱۴۲)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرے کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، میرے سر، داڑھی بھنوؤں اور مونچھوں میں جوئیں پڑ گئیں، نبی ﷺ کو خبر ملی تو آپ نے مجھے بلوایا، جب میری حالت دیکھی تو فرمایا: تم مصیبت میں مبتلا ہو، ہمیں یہ احساس نہیں تھا (کہ ہمیں بیت اللہ سے روکا جائے گا) حجام کو بلاؤ، جب حجام آ گیا آپ کے حکم سے اس نے میرا سر مونڈ دیا، آپ نے فرمایا: کیا قربانی کر سکتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: پھر تین دن کے روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھلاؤ، ہر مسکین کو نصف صاع کھجوریں دو۔(۱۴۳)

احتیاطی تدبیر

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حدیبیہ کے روز ارشاد فرمایا: رات کو آگ نہ جلانا، پھر بعد میں فرمایا: آگ جلاؤ اور کھانا تیار کرو، کیوں کہ تمہارے بعد کوئی قوم تمہارے صاع اور مد کو نہیں پا سکتی۔(تمہارے مقام کو نہیں پہنچ سکتی)۔(۱۴۴)

اسّی حملہ آوروں کی گرفتاری اور رہائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نماز فجر کے وقت اہل مکہ کے اسّی مسلح افراد جبل تنعیم سے اترے، وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ پر دھوکے سے حملہ کرنا چاہتے تھے، آپ نے انہیں بغیر مقابلہ کئے پکڑ لیا اور پھر معاف فرما کر چھوڑ دیا، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ (۱۴۵)

اور وہی ہے جس نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کے وسط میں اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیاب فرما دیا۔

حدیبیہ میں نماز فجر

حضرت خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو ہونے والی بارش کے بعد حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جانتے ہو تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: میرے بندوں میں سے بعض نے مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ستاروں کے انکاری ہو کر صبح کی، اور بعض نے ستاروں پر ایمان رکھا اور میرے منکر ہوئے، سو جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں (کی تاثیر) کا منکر ہے، اور جس نے یہ کہا کہ فلاں، فلاں ستارے کے طلوع و غروب کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے، وہ میرا منکر اور ستارے پر ایمان رکھنے والا ہے۔ (۱۴۶)

صلح حدیبیہ

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال بیت اللہ کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے آپ کا لڑائی کا ارادہ نہ تھا، آپ کے ہم راہ قربانی کے ستر اونٹ تھے، (قربانی کا ارادہ رکھنے والے) لوگوں کی تعداد سات سو تھی، ہر اونٹ دس افراد کی طرف سے تھا، رسول اللہ ﷺ جب عسفان میں پہنچے، آپ سے بشر بن سفیان الکعبی رضی اللہ عنہ ملے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! قریش کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہے، وہ اپنی عورتوں اور بچوں سمیت نکل آئے

ہیں، انہوں نے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں، اور یہ عہد کرلیا ہے کہ وہ آپ کو بہ زور طاقت ہرگز مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، اور خالد بن ولید اپنے ستر سواروں کے ساتھ کراع الغمیم تک بڑھ آئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریش کا برا ہوا نہیں تو جنگ کھا گئی، اگر وہ اس معاملے کو مجھ پر اور دیگر تمام لوگوں پر چھوڑ دیتے تو ان کا کیا بگڑتا؟ اگر لوگ مجھے ہلاک کر دیں تو قریش کا مقصد پورا ہو جاتا، اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے لوگوں پر غالب فرما دے تو وہ بہ کثرت اسلام میں داخل ہو جاتے، اگر وہ اسلام میں داخل نہ ہوتے تو جب تک ان میں قوت ہوگی جنگ کریں گے، پھر قریش کس خیال میں ہیں اللہ کی قسم! میں اس مقصد کے حصول کے لئے برابر ان سے جہاد کرتا رہوں گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے، یہاں تک اللہ تعالیٰ اس امر کو غالب فرما دے یا میری گردن کٹ جائے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ عام راستے سے دائیں جانب چلیں اور دشوار گزار علاقے سے گزرتے ہوئے مکے کے زیریں علاقے ثنیۃ المرار اور حدیبیہ جا نکلیں، لشکر اس راستے پر چل پڑا، قریش کے گھڑ سوار دستے نے جب لشکر کا غبار دیکھا کہ انہوں نے اپنا راستہ بدل لیا ہے وہ واپس قریش کے پاس گئے، رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے ہوئے ثنیۃ المرار میں پہنچے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، لوگوں نے کہا: اونٹنی اڑ گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اڑی نہیں نہ یہ اس کی عادت ہے لیکن اسے اس ذات نے روک دیا ہے جس نے مکہ سے ہاتھیوں کو روک دیا تھا، اللہ کی قسم! آج قریش کسی بھی ایسی چیز کی طرف مجھے دعوت دیں جو صلہ رحمی پر مبنی ہو تو میں انہیں ضرور دوں گا۔

پھر آپ نے لوگوں سے اترنے کا فرمایا، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وادی میں پانی ہی نہیں جس کے پاس لوگ پڑاؤ کریں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اپنے ایک صحابی کو دیا، یہ صحابی تیر لے کر وہاں کے ایک کنوئیں میں اتر گئے اور وہ تیر اس میں گاڑ دیا تو بہ کثرت پانی ابل پڑا، یہاں تک کہ لوگوں کو وہاں سے ہٹ کر اونٹوں کی جگہ جانا پڑا، جب رسول اللہ ﷺ مطمئن ہو گئے تو بدیل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ آپ کے پاس آئے، آپ نے ان سے بھی وہی بات ارشاد فرمائی جو بشر بن سفیان سے فرما چکے تھے، یہ لوگ واپس قریش کے پاس گئے اور جا کر کہا: اے گروہِ قریش! تم محمد (ﷺ) کے بارے میں جلد بازی کر رہے ہو، محمد لڑائی کے لئے نہیں آئے، وہ تو صرف بیت اللہ کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی زیارت کو آئے ہیں، قریش نے خزاعیوں پر الزام تراشی کی، خزاعہ کے مسلمان اور مشرک رسول اللہ ﷺ کے خاص راز دار تھے وہ مکہ میں ہونے والا کوئی معاملہ رسول اللہ سے نہیں چھپاتے تھے۔ قریش نے کہا: اگر چہ وہ لڑائی کے ارادے سے نہیں آئے، مگر اللہ کی قسم! وہ بیت اللہ میں کبھی

بھی بہ زور داخل نہیں ہو سکتے، اور عربوں کو چاہئے کہ وہ اس بارے میں ہم سے بات نہ کریں۔

اس کے بعد قریش نے بنو عامر بن لوی کے مکرز بن حفص بن اخیف کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ عہد شکنی کرنے والا آدمی ہے، جب یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے وہی کچھ فرمایا جو بدیل اور ان کے ساتھیوں سے فرمایا تھا، یہ لوٹ کر قریش کے پاس گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے جو کچھ فرمایا تھا قریش کو بتایا۔

پھر (مکرز کے بعد) انہوں نے احابیش کے سردار حلیس بن علقمہ الکنانی کو بھیجا، رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ عبادت گزار قوم میں سے ہے اس لئے اس کے سامنے ہدی (قربانی کے جانوروں) کو لے جاؤ، صحابہ نے ہدی اس کے سامنے کیں، جب اس نے ہدی کے جانوروں کو وادی کی جانب سے مسلسل اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا جن کے گلوں میں قلادے پڑے تھے، اور جن کی تانتیں زیادہ عرصہ گزرنے کی وجہ سے بوسیدہ ہو رہی تھیں۔ چوں کہ قربانی کے جانور دیکھ کر اس کے دل میں عظمت نے گھر کر لیا تھا اس لئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے بغیر واپس چلا گیا، اور قریش سے جا کر کہا: میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی وجہ سے محمد (ﷺ) کو روکنا جائز نہیں ہے، ان کے قربانی کے جانوروں کے گلوں میں ڈالے گئے قلادوں (جو جانور کے ہدی ہونے کی علامت تھے) کی تانتیں زیادہ دن گزرنے کی وجہ سے بوسیدہ ہو چکی ہیں، قریش کے لوگوں نے حلیس سے کہا: تم بیٹھو، تم تو بدوی ہو تمہیں (ایسے معاملات کے بارے میں) کچھ نہیں معلوم۔

پھر انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، اس نے کہا: اے گروہ قریش! تمہارے پاس سے جو شخص محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہے، اس کی واپسی پر تم انہیں جو سخت سست کہتے ہو وہ میں دیکھ چکا ہوں، اور تمہیں معلوم ہے کہ آپ لوگ میرے والد کی جگہ ہیں اور میں آپ کا (ایک طرح سے) بیٹا ہوں، اور مجھے یہ معلوم ہے کہ تم پر کیا افتاد پڑی ہے، اس لئے میں نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو جمع کر لیا ہے جنہوں نے میری فرمانبرداری کی ہے میں تمہارے پاس تمہاری مدد کرنے آیا ہوں، قریش کے لوگوں نے کہا: تم نے سچ کہا ہے، ہمیں تم پر بھروسہ ہے، (تم ہمارے نزدیک متہم نہیں ہو) چناں چہ عروہ روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا: اے محمد! (ﷺ) آپ نے آوارہ منش لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور انہیں لے کر آ گئے ہو تا کہ اپنے قبیلے کو ان کے ذریعہ سے نقصان پہنچاؤ، قریش تو اپنی عورتوں اور بچوں سمیت نکل آئے ہیں، وہ چیتے کی کھالوں میں ملبوس ہیں، انہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ وہ آپ کو بہ زور شہر میں کبھی داخل نہیں ہونے دیں گے، اور اللہ کی قسم! یہ لوگ لڑائی کا رخ

بدلنے کی صورت میں تمہیں چھوڑ جائیں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے عروہ کو گالی دی (لات بت کی شرم گاہ چوس) کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ جائیں گے؟ عروہ نے پوچھا: اے محمد! (ﷺ) یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ابن ابی قحافہ ہیں، عروہ بولا اللہ کی قسم! (ابوبکر!) اگر مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا تو میں تجھے اس سخت کلامی کا جواب دیتا، لیکن یہ اس احسان کا بدلہ ہے (کہ میں خاموش ہوں) پھر اس نے (عربوں کے طریقے کے مطابق) رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کو ہاتھ لگایا، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ زرہ پہنے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے تھے، وہ اپنا ہاتھ کھٹکھٹاتے اور کہتے: رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے اپنا ہاتھ ہٹاؤ ورنہ بہ خدا تیرا یہ ہاتھ واپس نہیں جائے گا، عروہ بولا: تیرا برا ہو تو کتنا سخت دل اور درشت مزاج شخص ہے، رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے، عروہ نے پوچھا: اے محمد! (ﷺ) یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ تمہارا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے، عروہ بولا: او غدار! میں نے تیری برائی کل ہی دھوئی ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے عروہ سے بھی وہی بات کی جو اس کے پہلے ساتھیوں سے کر چکے تھے اور اسے بتایا کہ آپ جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں، پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے کھڑا ہوا اور اس نے یہاں یہ منظر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں، آپ وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کا پانی لینے میں سبقت کرتے ہیں، آپ کے لعاب دہن کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں اور اگر آپ کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے بھی سنبھال کر رکھتے ہیں، عروہ نے قریش کے پاس آکر کہا: اے گروہ قریش! میں کسریٰ کے ملک میں اس کے پاس گیا، میں نے قیصر اور نجاشی کے ملکوں میں ان سے ملاقاتیں کیں، اللہ کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کو اپنے ساتھیوں میں محمد (ﷺ) کی طرح معزز و محترم نہیں دیکھا، میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو کسی بھی قیمت پر انہیں نہیں چھوڑے گی، آگے تمہاری مرضی۔

رسول اللہ ﷺ اس سے قبل خراش بن امیہ خزاعی کو اپنے ثعلب نامی اونٹ پر بٹھا کر مکہ روانہ فرما چکے تھے، جب خراش مکہ میں داخل ہوئے قریش نے اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور خراش کو قتل کرنا چاہا، لیکن احابیش نے انہیں روک دیا اور خراش رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا تاکہ انہیں مکہ روانہ کریں، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے قریش سے اپنی جان کا خطرہ ہے، مکہ میں بنو عدی کا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مجھے اپنی حمایت میں لے لے، قریش سے مجھے جو عداوت ہے اور ان کے معاملے میں میری جو سختی ہے وہ اسے خوب جانتے

ہیں، میں آپ کو ایک ایسے شخص کے بارے میں بتاتا ہوں جو مجھ سے زیادہ باعزت ہیں یعنی عثمان بن عفان۔

رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں قریش کے پاس یہ پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا کہ آپ ﷺ جنگ کے لئے نہیں آئے، آپ کے آنے کا مقصد بیت اللہ کی تعظیم وتکریم اور زیارت ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روانہ ہوکر مکہ میں پہنچے، ان سے ابان بن سعید بن العاص ملا، وہ اپنی سواری سے اترا عثمان رضی اللہ عنہ کو آگے سوار کیا خود پیچھے بیٹھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ فراہم کی، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچادیں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابوسفیان اور قریش کے بڑوں کے پاس آئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کا وہ پیغام پہنچایا، جس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھیجا تھا، ان لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اگر تم چاہو تو بیت اللہ کا طواف کرلو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ خود طواف نہ کریں، قریش نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا، رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کردیا گیا ہے۔

پھر قریش نے بنو عامر بن لوی کے سہیل بن عمرو کو بھیجا اور کہا تم محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے مصالحت کرو اور اس صلح میں یہ شرط ہو کہ وہ اس سال واپس جائیں، کیوں کہ اللہ کی قسم! عرب یہ نہ کہیں کہ وہ بزور مکہ میں داخل ہوئے ہیں، سہیل بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اسے آتے دیکھ کر فرمایا: اس آدمی کو بھیج کر قریش نے صلح کا ارادہ کیا ہے۔

جب سہیل رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو رسول اللہ اور اس کے درمیان خاصی طویل گفت گو ہوئی، یہاں تک کہ صلح ہوگئی، جب معاملہ اختتام کو پہنچ گیا اور صرف لکھنا باقی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیزی سے اٹھ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: کیا حضور ﷺ اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ کیا ہم مسلمان نہیں؟ کیا یہ لوگ مشرک نہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا ہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہمارے دین کے معاملے میں ہمیں یہ ذلت کیوں دی جارہی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: عمر! ہر حال میں حضور کا دامن تھامے رہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں، پھر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ! کیا ہم مسلمان نہیں؟ کیا وہ لوگ مشرک نہیں؟ پھر ہمارے دین کے معاملے میں ہمیں یہ ذلت کیوں دی جارہی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں، میں اس کے حکم کے ہرگز خلاف نہیں کرتا اور وہ مجھے کبھی ضائع نہیں فرمائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اس موقع پر جو کچھ میں نے کہا اس کی وجہ سے میں برابر روزے رکھتا رہا، صدقہ کرتا رہا، نمازیں پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا، اپنی

اس گفت گو سے میں خوف زدہ رہا، جو میں نے اس روز کی تھی یہاں تک کہ میں خیر کا امیدوار ہوگیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور ارشاد فرمایا: لکھو **بسم اللہ الرحمن الرحیم**، سہیل بن عمرو نے کہا: میں یہ نہیں جانتا بل کہ لکھو **باسمك اللهم** (اے اللہ تیرے نام سے) رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: **باسمك اللهم** ہی لکھو، یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد اللہ کے رسول نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی، سہیل بن عمرو نے کہا: اگر میں اس بات کا اقرار کرتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو میں آپ سے جنگ نہ کرتا، بل کہ لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے مصالحت کی کہ دس سال تک جنگ بند رہے گی، اس دوران لوگ امن سے رہیں گے اور ایک دوسرے سے ہاتھ روکے رہیں گے، اور یہ بھی کہ قریش کا جو آدمی اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے گا اسے قریش کے پاس واپس کردیا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس آئے گا تو وہ اسے واپس نہیں کریں گے، اور دلوں کی باتیں دلوں میں رہیں گی، انہیں ظاہر کیا جائے گا نہ بدعہدی اور خیانت کی جائے گی، اس معاہدے کی شرط یہ بھی تھی کہ جو قبیلہ محمد (ﷺ) کے عقد وعہد میں داخل ہونا پسند کرے وہ اس میں داخل ہو اور جو قبیلہ قریش کے عقد وعہد میں داخل ہونا پسند کرے وہ ان کے عقد وعہد میں داخل ہوجائے۔ اس پر بنوخزاعہ نے تیزی سے اٹھ کر کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے عقد وعہد میں ہیں، اور قبیلہ بنوبکر کے لوگوں نے کہا: ہم قریش کے عقد وعہد میں، اور یہ کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں گے مکہ میں داخل نہیں ہوں گے، آئندہ سال ہم شہر سے نکل جائیں گے آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہوں گے اور آپ مکہ میں تین روز قیام کریں گے، آپ کے ساتھ سوار کے ہتھیار ہوں گے، تلواریں نیام میں کیے بغیر آپ مکہ میں داخل نہیں ہوں گے۔

ابھی رسول اللہ ﷺ یہ معاہدہ لکھ رہے تھے کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو بیڑی میں جکڑا ہوا آگیا، اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے کا موقع مل گیا، حال آں کہ رسول اللہ کے صحابہ اس اُمید پر نکلے تھے کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے خواب کی وجہ سے کام یابی میں کوئی شبہ نہیں تھا (کہ وہ اسی سال عمرہ کریں گے) مگر جب اُنہوں نے صلح اور واپسی کا معاملہ دیکھا اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کس طرح بہ جبر برداشت فرمایا ہے تو ان میں بڑی الجھن اور تشویش پیدا ہوگئی جس نے انہیں ہلاکت کے قریب پہنچادیا، جب سہیل نے (اپنے مسلمان بیٹے) ابوجندل کو دیکھا تو اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) اس کے آنے سے پہلے آپ کے اور میرے درمیان معاملہ طے پاچکا ہے، آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا، پھر اس نے ابوجندل کا گریبان پکڑلیا، ابوجندل بلند آواز سے چیخا: مسلمانو! کیا تم مجھے مشرکوں کے حوالے کردو

گے، جو مجھے میرے دین کے متعلق مصیبت میں ڈالیں گے، اس نے مسلمانوں کی تشویش میں اضافہ کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو جندل! صبر سے کام لو اور ثواب کی امید رکھو، اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کمزور مسلمانوں کے لئے جو تمہارے ساتھ ہیں کشادگی اور نکلنے کا راستہ پیدا فرما دے گا، ہم نے اپنے اور اس قوم کے درمیان صلح کا معاہدہ کرلیا ہے اور باہم پختہ عہد کرلیا ہے جسے ہم ہرگز نہیں توڑیں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جلدی سے ابو جندل رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہنے لگے ابو جندل! صبر سے کام لو، یہ تو مشرک ہیں اور ان کا خون کتے کے خون کی طرح ہے، اور (ان کلمات کے ساتھ) تلوار کا دستہ ابو جندل کے قریب کرتے جا رہے تھے، فرمایا کرتے تھے: مجھے توقع تھی ابو جندل تلوار لے لیں گے اور اپنے باپ کو ماردیں گے، لیکن ابو جندل نے باپ کا لحاظ کیا اور معاملہ نافذ ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ نماز حدود حرم میں ادا کرتے تھے (حدیبیہ کا ایک حصہ حدود حرم میں ہے) اور آپ کی رہائش حِل میں (حدود حرم سے باہر) تھی، جب معاہدہ لکھا جا چکا، رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: لوگو! قربانی کرلو اور سر منڈوالو لیکن تعمیل ارشاد میں کوئی نہیں اٹھا، آپ نے دوسری اور تیسری مرتبہ یہی ارشاد فرمایا لیکن کوئی شخص نہیں اٹھا، آپ پلٹ کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور فرمایا: ام سلمہ! لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا دکھ اور تشویش آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے، آپ ان میں سے کسی سے کچھ نہ فرمائیں، آپ اپنے قربانی کے جانور کے پاس جائیں اسے ذبح فرمائیں اور حلق کروالیں، جب آپ ایسا کریں گے لوگ بھی آپ کی پیروی کریں گے، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، کسی سے بات کئے بغیر اپنے قربانی کے جانور کو ذبح فرمایا، پھر بیٹھ کر حلق کروالیا، تو لوگ اٹھے انہوں نے قربانیاں کیں اور سر منڈوانے لگے۔

٭ جب رسول اللہ ﷺ مکے اور مدینے کے درمیان راستے میں تھے، سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ (۱۴۷)

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ ایک ہزار چند سو صحابہ کے ہم راہ روانہ ہوئے، جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے آپ نے قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا، اس کا شعار کیا (قربانی کے جانور کی علامت کے طور پر اس کی کوہان کو خون آلود کیا) اور عمرے کا احرام باندھا، اور بنو خزاعہ کے ایک آدمی کو بہ طور جاسوس قریش کی خبر لانے کے لئے اپنے آگے روانہ کیا، اور آپ نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ جب آپ عسفان کے قریب غدیر الاشطاط پر پہنچے آپ کے خزاعی جاسوس نے آپ کو آ کر بتایا کہ میں کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے آپ کے مقابلے کے لئے احابیش (حلیف قبائل) اور بہت سے لوگوں کو جمع کر رکھا ہے، وہ

آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکیں گے۔

نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: مجھے مشورہ دو، کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ میں قریش کے ان معاونین کے اہل وعیال کی طرف متوجہ ہو کر انہیں گرفتار کرلوں، اس کے بعد اگر وہ خاموش بیٹھتے ہیں تو اس حالت میں بیٹھیں گے کہ جنگ کی عار اور غم والم سے دوچار ہو چکے ہوں گے اور اگر مقابلے کو آتے ہیں تو بھی اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ ان کی گردن توڑ چکا ہوگا؟ یا تمہاری رائے یہ ہے کہ ہم بیت اللہ کا رخ کریں اور جو ہمیں روکے ہم اس سے جنگ کریں؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں کسی سے جنگ کرنے نہیں آئے، البتہ جو ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگا اس سے لڑیں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو چلو، چناں چہ لوگوں نے سفر جاری رکھا، اثنائے راہ میں حضور ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید مقام غُمیم میں قریش کے سواروں کے ساتھ مقدمۃ الجیش میں ہیں، لہٰذا تم داہنی جانب چلو، بہ خدا خالد کو مسلمانوں کے آنے کی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ لشکرِ اسلام کا غبار دیکھ کر محسوس کیا کہ مسلمان پہنچ گئے ہیں (اور انہوں نے راستہ تبدیل کرلیا ہے) تو انہوں نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور بھاگم بھاگ قریش کو خبر دینے جا پہنچے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ جب آپ اس پہاڑی (ثنیۃ المرار) پر پہنچے، جس سے اتر کر لوگ مکہ میں داخل ہوتے تھے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، نبی کریم ﷺ نے اونٹنی کو جھڑکا لیکن وہ بیٹھی ہی رہی، لوگوں نے کہا قصوا اڑ گئی ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قصوا اڑی نہیں ہے نہ یہ اس کی عادت ہے لیکن اسے اس ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا، پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ مجھ سے کسی بھی ایسے معاملے کا مطالبہ کریں گے جس سے یہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کر رہے ہوں تو میں ان کا وہ مطالبہ ضرور تسلیم کرلوں گا، پھر آپ نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی، پھر آپ راستے سے ہٹ کر حدیبیہ کے کنارے ایسے کنوئیں کے پاس اترے جس میں تھوڑا سا پانی تھا، لوگ اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے رہے یہاں تک کہ وہ بالکل صاف ہوگیا، اب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت کی تو آپ نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور فرمایا: اسے کنوئیں میں گاڑ دو، بہ خدا پانی جوش مارنے لگا یہاں تک کہ سب خوب سیراب ہو کر پلٹے۔

اسی دوران بدیل بن ورقاء خزاعی اپنے قبیلے کے چند افراد کے ساتھ حاضر ہوا، تہامہ کے علاقے میں یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے راز دار اور خیر خواہ تھے، بدیل نے عرض کیا: میں نے کعب بن لوی اور

عامر بن لؤی کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے فراواں پانی والے چشموں پر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ عورتیں اور بچے ہیں، وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو عمرہ کرنے آئے ہیں، قریش کو لڑائیوں نے کمزور کر دیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے، اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لئے ایک مدت طے کردوں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں، اگر میں غالب آجاؤں تو وہ بھی اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوئے ہیں ورنہ (مدت کے اختتام تک) وہ آرام سے بیٹھیں، اگر وہ اس بات کو منظور نہ کریں تو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں اپنے دین کے معاملے میں ان سے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا نہ ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ نہ فرمادے، بدیل نے کہا: آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں میں قریش تک پہنچا دوں گا، پھر وہ قریش کے پاس پہنچا اور کہا: ہم اس شخص (سیدنا محمد ﷺ) سے تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم نے ان سے ایک بات سنی ہے، اگر تم چاہو تو وہ بات ہم تم سے بیان کر دیں، اس پر ان کے بے وقوفوں نے کہا: ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تم ہمیں ان کی کوئی بات بتاؤ، اور ان کے عقل مند لوگوں نے کہا: تم نے جو کچھ سنا ہے بیان کرو، بدیل نے کہا: میں نے انہیں اس اس طرح کہتے ہوئے سنا ہے اور نبی اکرم ﷺ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا، بیان کر دیا۔

یہ سن کر عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: لوگو! کیا تم میرے والد کی جگہ نہیں ہو اور میں تمہارے بیٹے کی طرح نہیں ہوں؟ لوگوں نے کہا: ہاں، عروہ نے کہا: کیا تمہیں مجھ سے کوئی بدظنی ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، عروہ بولا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے بلایا تھا لیکن جب انہوں نے میرا کہنا نہ مانا تو میں اپنے اہل وعیال اور جس نے میرا کہنا مانا انہیں تمہارے پاس لے آیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں، عروہ نے کہا: اس شخص (سیدنا محمد ﷺ) نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے اسے منظور کرلو، اور مجھے اس کے پاس جانے دو، لوگوں نے کہا: جاؤ، چناں چہ وہ آپ کے پاس آیا اور آپ سے گفت گو کرنے لگا، نبی اکرم ﷺ نے اس سے وہی باتیں کہیں جو بدیل نے ارشاد فرمائی تھیں، اس پر عروہ بولا: اے محمد! (ﷺ) اگر آپ نے اپنی قوم کی بیخ کنی کر دی (تو آپ کو کیا ملے گا؟) کیا آپ نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلق سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو؟ دوسری صورت میں (اگر قریش غالب آگئے) خدا کی قسم! میں (تمہارے ساتھ) ایسے چہرے اور ایسے اوباش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے، یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (غصے میں آکر) کہا: جا، لات کی شرم گاہ چوس، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، عروہ نے پوچھا: یہ کون

ہے؟ لوگوں نے کہا: ابوبکر ہیں، عروہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر مجھ پر تمہارا ایسا احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں ابھی تک نہیں دے سکا تو میں ضرور تمہیں جواب دیتا، پھر وہ نبی کریم ﷺ سے گفت گو کرنے لگا اور گفت گو کے دوران (عربوں کے رواج کے مطابق) آپ کی داڑھی پکڑ لیتا، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی اور سر پر خود، عروہ جب نبی ﷺ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ اس کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مار کر کہتے: اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے پرے رکھو، عروہ ہاتھ ہٹا لیتا، عروہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: مغیرہ بن شعبہ، وہ بولا: او بدعہد! کیا میں تیری بدعہدی کے سلسلے میں دوڑ دھوپ نہیں کر رہا ہوں، جاہلیت کے دور میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ تھے پھر انہیں قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا، بعد میں وہ آ کر مسلمان ہو گئے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: میں تیرا اسلام قبول کر لیتا ہوں لیکن مال سے میرا کوئی واسطہ نہیں (حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ عروہ کے بھتیجے تھے اسی لئے عروہ اس معاملے میں دوڑ دھوپ کر رہا تھا)۔

اس کے بعد عروہ گوشہ چشم سے نبی ﷺ کو دیکھنے لگا، اس نے کہا: بہ خدا جب بھی رسول اللہ ﷺ تھوکتے تھے تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا، جسے وہ اپنے چہرے یا جسم پر مل لیتا تھا، اور جب آپ کوئی حکم دیتے تھے تو اس کی بجا آوری کے لئے سب دوڑ پڑتے تھے اور جب وضو کرتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپ کے وضو کے پانی کے لئے لڑ پڑیں گے، اور جب آپ بات کرتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے، اور بہ غرض تعظیم آپ کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے، عروہ نے اپنے لوگوں میں واپس آ کر کہا: لوگو! بہ خدا میں بادشاہوں کے درباروں میں جا چکا ہوں، میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے ہاں جا چکا ہوں، اللہ کی قسم! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد (ﷺ) کے ساتھی محمد (ﷺ) کی تعظیم کرتے ہیں، بہ خدا جب وہ کھنکار تھوکتے ہیں تو وہ ان میں سے کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ پر پڑتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے، جب وہ اپنے ساتھیوں کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جب وہ وضو کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ وہ ان کے وضو کے پانی کے لئے لڑ پڑیں گے، جب وہ بات کرتے ہیں تو اس کے صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور ادب کے باعث ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے، بے شک انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے، لہٰذا اسے قبول کر لو۔

یہ سن کر بنو کنانہ کا ایک شخص بولا: مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں، لوگوں نے کہا: چلو تم جاؤ، وہ شخص نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے آیا، تو آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا: یہ فلاں شخص ہے اس

کا اس قوم سے تعلق ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں، سو تم قربانی کے جانور اس کے سامنے لاؤ، لوگ قربانی کے جانور لے کر تلبیہ کہتے ہوئے اس کے سامنے آئے، جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا نامناسب ہے، جب وہ اپنی قوم کے پاس واپس آیا تو اس نے کہا: میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا ہے جنہیں قلادے پہنا دیے گئے ہیں اور ان کی کوہانیں (بہ طورِ نشان) خون آلود کی گئی ہیں، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں بیت اللہ کی زیارت سے روکا جائے۔

یہ سن کر ان میں سے ایک شخص جسے مکرز بن حفص کہا جاتا تھا کھڑا ہو کر کہنے لگا مجھے ان کے پاس جانے دیں، لوگوں نے کہا: جاؤ، جب وہ مسلمانوں کے پاس پہنچا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ مکرز ہے، بدکردار شخص ہے، وہ نبی ﷺ سے گفت گو کرنے لگا، اسی دوران آپ کے پاس سہیل بن عمرو آ گیا، جب سہیل آیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کام آسان ہو گیا، سہیل نے کہا: آپ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھ دیں، رسول اللہ ﷺ نے لکھنے والے کو بلا کر فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے؟ آپ اسی طرح لکھوائیں **باسمك اللهم** جیسا کہ پہلے لکھا کرتے تھے، مسلمانوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے، نبی اکرم ﷺ نے (کاتب سے فرمایا): لکھو **باسمك اللهم** پھر فرمایا لکھو "یہ وہ تحریر ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی، سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے، آپ محمد بن عبداللہ لکھوائیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم میری تکذیب کرتے ہو، محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو، آپ نے فرمایا: صلح اس پر ہو رہی ہے کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان سے ہٹ جاؤ تا کہ ہم اس کا طواف کر لیں، سہیل نے کہا: بہ خدا تا کہ عرب یہ نہ کہیں کہ ہم مجبور کر دیے گئے لیکن آپ آئندہ سال زیارت کو آ سکیں گے، یہ لکھ دیا گیا۔

سہیل نے کہا یہ شرط بھی ہو گی کہ ہماری طرف سے کوئی مرد اگر تمہارے ہاں آ جائے خواہ وہ آپ کے دین پر ہو آپ اسے ہماری طرف واپس کر دیں گے، مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! وہ کیسے مشرکوں کے پاس واپس کر دیا جائے گا، حال آں کہ وہ مسلمان ہو کر آیا ہے، اسی دوران ابو جندل بن سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنی بیڑیاں کھڑکھڑاتے ہوئے مکہ کے نشیب سے وہاں پہنچے اور خود کو مسلمانوں کے درمیان ڈال دیا، سہیل بولے: اے محمد! (ﷺ) یہی پہلی شرط ہے جس پر ہم صلح کر رہے ہیں ابو جندل کو میرے حوالے کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی ہم نے تحریر مکمل نہیں کی، سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! پھر ہم آپ سے کسی بات پر صلح نہیں کریں گے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صرف اسی کی اجازت دے دو، اس نے کہا: میں اس کی

اجازت نہیں دوں گا، آپ نے پھر فرمایا: ہاں، اس ایک آدمی کی اجازت دے دو، اس نے انکار کر دیا، مکرز نے کہا: ہم آپ کو اس کی اجازت دیتے ہیں (لیکن سہیل کا انکار برقرار رہا)۔

ابو جندل رضی اللہ عنہ نے کہا: اے مسلمانو! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جائے گا حال آں کہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا تم نہیں دیکھتے مجھ پر کیا گزری ہے؟ ابو جندل رضی اللہ عنہ کو دین قبول کرنے کی پاداش میں سخت تکالیف پہنچائی گئی تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہوں، میں نے عرض کیا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں ہیں، میں نے عرض کیا: پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں؟ آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا اور وہی میرا مددگار ہے، میں نے عرض کیا: کیا آپ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ میں پہنچ کر اس کا طواف کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، کیا میں نے تمہیں یہ کہا تھا کہ تم اسی سال جاؤ گے، میں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: یقیناً تم کعبہ میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ابو بکر! کیا آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں، انہوں نے کہا: ہاں ہیں، میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے شخص! یقیناً آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اپنے رب عز وجل کی نافرمانی نہیں کریں گے، وہی ان کا مددگار ہے، زندگی کے آخری لمحے تک مضبوطی سے ان کا دامن تھامے رکھو، اللہ کی قسم! آپ حق پر ہیں، میں نے کہا: کیا حضور نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں فرمایا تھا، کیا آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اسی سال جائیں گے؟ میں نے کہا: نہیں، ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے: تو پھر یقیناً تم بیت اللہ میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (اس طرح کی گفت گو کرنے کے پچھتاوے پر) میں نے بہت سے نیک عمل کئے۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب صلح نامہ لکھا جا چکا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اٹھو، قربانی کرو، پھر سر منڈاؤ، لیکن ان میں سے کوئی شخص نہ اٹھا، آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ ادا فرمائے، تاہم (غم واندوہ کی وجہ سے) کوئی بھی نہیں اٹھا، حضور ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور لوگوں کے طرز عمل کے بارے میں بتایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اگر آپ یہی چاہتے ہیں تو آپ باہر تشریف لے جائیں کسی سے بھی ایک لفظ نہ بولیں، اپنا جانور قربانی کریں اور سر مونڈنے والے کو بلا کر اپنا سر منڈوالیں۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کی، یہاں تک کہ آپ نے اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کیا اور حلق کرنے والے کو بلا کر اپنا سر منڈ والیا، لوگوں نے یہ دیکھا تو وہ اٹھے انہوں نے قربانی کے جانور ذبح کئے اور ایک دوسرے کے سر مونڈے، ایسا لگتا تھا کہ دکھ اور غم کی وجہ سے ایک دوسرے کو مار ڈالیں گے۔ پھر حضور ﷺ کے پاس کچھ مسلمان عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (۱۴۸)

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم انہیں آزما لیا کرو، اللہ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تمہیں ان کے ایمان کا یقین ہو جائے تو انہیں کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ نہ یہ ان (کفار) کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کفار) ان کے لئے حلال ہیں اور تم انہیں دے دو جو انہوں نے خرچ کیا اور ان سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم ان کے مہر ادا کر دو، اور (اے مسلمانو) تم بھی کافر عورتوں کو اپنی زوجیت میں نہ روکے رکھو۔

اس حکم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس روز اپنی دو مشرک بیویوں کو طلاق دے دی، جن میں سے ایک نے معاویہ بن ابی سفیان سے اور دوسری نے صفوان بن امیہ سے نکاح کر لیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کو لوٹ آئے، مدینے میں ایک قریشی ابوبصیر بن اسید ثقفی رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اخنس بن شریق نے بنو عامر بن لوی کے ایک کافر شخص کو اجرت پر اور اپنے غلام کو خط دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا، آپ سے وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا تھا (کہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہو کر آپ کے پاس مدینہ آئے گا آپ اسے واپس کر دیں گے) قریش نے دو افراد کو ابوبصیر کی طلب میں روانہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کہلوایا کہ جو عہد آپ نے کیا ہے اس کی پاسداری کیجئے، آپ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو ان کے سپرد کر دیا، وہ دونوں ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو لے کر نکلے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو سواری سے اتر کر کھجوریں کھانے لگے، ابوبصیر رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک شخص سے کہا: اللہ کی قسم! فلانے تمہاری یہ تلوار تو میرے خیال میں بہت عمدہ ہے، دوسرے نے اسے نیام سے نکال کر کہا: اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے، میں نے اسے کئی مرتبہ آزمایا ہے، ابوبصیر رضی اللہ عنہ

نے کہا: ذرا مجھے دکھاؤ، میں بھی دیکھوں کیسی ہے؟ اس نے تلوار ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو دے دی، انہوں نے تلوار لے کر اس پر وار کیا یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا، دوسرا شخص بھاگا یہاں تک کہ مدینے جا پہنچا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ خوف زدہ ہے، اس نے نبی ﷺ کے پاس پہنچ کر کہا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل کر دیا گیا میں بھی قتل کر دیا جاتا (اگر میں نہ بھاگتا) اتنے میں ابوبصیر رضی اللہ عنہ آ کر عرض گزار ہوا: اے اللہ کے نبی! بے شک آپ کو اللہ نے اپنی ذمے داری سے بری کر دیا ہے، آپ نے مجھے ان کے حوالے کر دیا، اب اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے، اگر اس کا کوئی مددگار ہوتا، جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ رسول اللہ ﷺ اسے پھر قریش کی طرف واپس کر دیں گے، سو وہ وہاں سے چل دیے اور سمندر کے ساحل پر مقیم ہوگئے، اسی دوران ابوجندل رضی اللہ عنہ بھی بھاگ کر ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے جا ملے، پھر قریش میں سے جو شخص مسلمان ہوتا وہ ابوبصیر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جاتا، یہاں تک کہ ان کی اچھی خاصی جماعت ہوگئی، بخدا وہ جب سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف جا رہا ہے وہ اس پر حملہ کرتے، لوگوں کو قتل کرتے اور ان کا مال لے لیتے، قریش نے (پریشان ہو کر) نبی کریم ﷺ کے پاس کسی کو بھیجا، آپ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دے کر کہا کہ ان لوگوں کو اپنے پاس بلوا لیں، اب جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا وہ امن میں ہوگا (ہم اس کی واپسی کا تقاضا نہیں کریں گے)

رسول اللہ ﷺ نے ابوبصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا، اس پر یہ ارشاد الٰہی نازل ہوا:

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا۝ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْیَ مَعْكُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ (۱۴۹)

اور وہی ہے جس نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کے وسط میں اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیاب فرما دیا اور اللہ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور مسجد حرام سے تمہیں روکا اور قربانی کے جانوروں کو ان کی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا، اور اگر (مکہ میں) ایسے مومن مرد وعورت

موجود نہ ہوتے جنہیں تم نہیں جانتے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ نادانستگی میں تم انہیں پامال کر دو گے اور اس سے تم پر حرف آئے گا (تو جنگ نہ روکی جاتی، روکی وہ اس لئے گئی) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر لے، وہ مومن الگ ہو گئے ہوتے تو (اہل مکہ میں سے) جو کافر تھے ان کو ہم ضرور سخت سزا دیتے۔ جب ان کافروں نے اپنے دل میں جاہلانہ حمیت بٹھالی۔

ان کی جاہلانہ حمیت یہ تھی کہ انہوں نے حضور ﷺ کے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہ کیا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھنے دیا اور مسلمانوں کو بیت اللہ سے روک دیا۔(۱۵۰)

صلح نامے میں اعتراض اور صلح کی بعض شرائط

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیبیہ سے مصالحت فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاہدہ لکھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد رسول اللہ لکھا تو مشرکوں نے کہا: محمد رسول اللہ مت لکھو، اگر آپ اللہ کے رسول ہوتے (ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے) تو آپ سے جنگ نہ کرتے، آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اسے مٹا دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہیں مٹاؤں گا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا، اور ان سے اس شرط پر مصالحت فرمائی کہ حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی (آئندہ سال عمرۃ القضاء میں) تلواریں میانوں میں ڈال کر مکہ میں داخل ہوں گے۔(۱۵۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی القعدہ میں عمرہ کا ارادہ کیا، اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیا، اور یہ فیصلہ ہوا کہ (آئندہ سال عمرے کے لئے آئیں اور) تین دن مکہ میں گزاریں، جب معاہدہ لکھا جانے لگا، لکھا گیا یہ وہ شرط ہے جس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نے صلح کی ہے، مشرکوں نے کہا: اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول جانتے تو آپ کو منع نہ کرتے، آپ محمد بن عبداللہ ہیں، آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں، آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ کا لفظ مٹا دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں آپ کا اسم گرامی کبھی بھی نہیں مٹاؤں گا، نبی اکرم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے تحریر لی، آپ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے، آپ نے رسول اللہ کی جگہ لکھا: یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے کیا ہے کہ آپ (آئندہ سال) مکہ میں اسلحہ لے کر داخل نہیں ہوں گے، سوائے نیام میں پڑی ہوئی تلوار کے۔ اور مکہ سے کسی شخص کو ساتھ نہیں لے جائیں گے، الا یہ کہ وہ شخص خود ساتھ جانا چاہے، اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مکہ میں قیام کرنے

سے نہیں روکیں گے، چناں چہ (عمرۃ القضاء میں) جب تین دن گزر گئے وہ لوگ (مشرکین مکہ ما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اپنے ساتھی (رسول اللہ ﷺ) کو یہاں سے روانگی کے لئے کہیں، مدت پوری ہوئی، چناں چہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہو گئے۔ (۱۵۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ سے مصالحت کی جن میں سہیل بن عمرو بھی تھا نبی اکرم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سہیل بولا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ہم نہیں جانتے، آپ وہ لکھوایئے جو ہم جانتے ہیں **باسمك اللھم** پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو محمد رسول اللہ کی طرف سے، سہیل بولا: اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کی اتباع کرتے، آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لکھو: محمد بن عبد اللہ کی طرف سے، مشرکوں نے آپ پر یہ شرط لگائی کہ آپ کی طرف سے اگر کوئی ہماری طرف آیا ہم اسے آپ کے حوالے نہیں کریں گے، اور اگر ہماری طرف سے کوئی آپ کے پاس آئے گا آپ اسے ہمارے حوالے کریں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ لکھا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جو ہمارے پاس سے ان کے ہاں جائے اللہ اسے اور دور کرے۔ (۱۵۳)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے، کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان آڑے آ گئے، آپ نے حدیبیہ ہی میں قربانی کی اور اپنا سر منڈوالیا، اور ان سے اس شرط پر مصالحت ہوئی کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے، اور ہتھیار ساتھ نہیں لائیں گے، صرف تلواریں ساتھ ہوں گی اور جتنے دن قریش پسند کریں گے آپ مکہ میں رہیں گے، دوسرے سال آپ نے عمرہ کیا، معاہدے کے مطابق آپ مکے میں داخل ہوئے، تین دن کے بعد انہوں نے آپ سے چلے جانے کا کہا اور آپ روانہ ہو گئے۔ (۱۵۴)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ سے تین شرائط پر صلح کی، اس پر کہ جو شخص نبی ﷺ کی طرف سے (اسلام چھوڑ کر) مشرکوں کے پاس آئے گا، وہ اسے ہرگز واپس نہیں کریں گے، اور مشرکوں میں سے جو شخص (مسلمان ہو کر) ہمارے پاس آئے گا، اسے مشرکوں کی طرف واپس کیا جائے گا، اور یہ کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ آئندہ سال عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں آئیں گے اور وہاں صرف تین دن ٹھہریں گے اور شہر میں تلوار، تیر وغیرہ نیام میں ڈال کر داخل ہوں گے۔ (۱۵۵)

حضرت عبد اللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ میں اس درخت کے نیچے

بیٹھے تھے جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے، اس درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کے پشت مبارک سے لگ رہی تھیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو آپ کے سامنے تھے، رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل بن عمرو نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے واقف نہیں، ہمارے معاملے میں وہی لکھیں جس سے ہم واقف ہیں **باسمك اللهم** لکھئے، پھر علی رضی اللہ عنہ نے (حضور ﷺ کے حکم سے) لکھا، یہ وہ فیصلہ ہے جس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نے اہل مکہ سے صلح کی ہے، سہیل بن عمرو نے پھر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم نے آپ پر ظلم کیا ہے، آپ ہمارے معاملے میں وہی لکھیں جس سے ہم واقف ہیں، آپ لکھیں: یہ وہ فیصلہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے مصالحت کی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: اگر چہ میں اللہ کا رسول ہوں، وہی لکھا گیا (جس کی سہیل بن عمرو نے خواہش کی تھی)۔

ہم اسی حالت میں (حدیبیہ میں مقیم) تھے کہ تیس مسلح جوان ہمارے سامنے آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی سلب فرمالی، ہم نے آگے بڑھ کر ان کو پکڑ لیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم کسی کی ذمے داری میں آئے ہو؟ یا کسی نے تمہیں امان دی ہے؟ وہ بولے نہیں، تو آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا، اس موقع پر اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نازل ہوا:

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝ (۱۵۶)

اور وہی ہے جس نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کے وسط میں اس کے بعد کہ تمہیں ان پر کامیاب فرمادیا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔ (۱۵۷)

بیعت کہاں ہوئی؟ اور کس بات پر ہوئی؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ نے ذوالحلیفہ میں بیعت لی تھی، انہوں نے کہا: نہیں، آپ نے ذوالحلیفہ میں نماز ادا کی تھی، آپ نے بیعت صرف حدیبیہ کے درخت کے پاس لی تھی (۱۵۸)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے، انہوں نے لوگوں سے بیعت کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک سے ایک ٹہنی کو اپنے ہاتھ سے اوپر اٹھا رکھا تھا، آپ نے لوگوں سے اس پر بیعت لی کہ وہ فرار نہیں ہوں گے، اس روز ان کی

تعداد چودہ سو تھی۔(۱۵۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ کے روز اس بات پر نبی ﷺ سے بیعت کی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔(۱۶۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز ہم چودہ سو افراد تھے، ہم نے آپ سے بیعت کی، عمر رضی اللہ عنہ ببول کے درخت کے نیچے (بوقت بیعت) حضور ﷺ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے، ہم نے اس پر بیعت کی کہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی۔(۱۶۱)

حضرت یزید بن ابی عبید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ لوگوں نے حدیبیہ کے موقع پر کس چیز پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: موت پر۔(۱۶۲)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے درخت کی ایک ٹہنی پکڑ رکھی تھی جس کی مدد سے میں نے نبی کریم ﷺ پر سایہ کر رکھا تھا، صحابہ کرام آپ سے بیعت کر رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: ہم آپ سے موت پر بیعت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: نہیں، فرار نہ ہونے پر بیعت کرو۔(۱۶۳)

حضرت ابو الزبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا حدیبیہ میں آپ نے کسی بات پر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، کیا موت پر بیعت کی تھی؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، ہم نے اس پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے، میں نے پوچھا: آپ نے بیعت رضوان کے موقع پر کیا ملاحظہ کیا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، یہاں تک کہ ہم نے آپ سے بیعت کر لی، میں نے پوچھا: آپ کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے فرمایا: چودہ سو تھے، جد بن قیس کے علاوہ ہم سب نے بیعت کی تھی، وہ اونٹ کے پیٹ کے نیچے چھپ گیا، اس روز ہم نے ستر اونٹ قربان کئے، ہر سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ۔(۱۶۴)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دورانِ محاصرہ لوگوں سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کے موقع پر جب مجھے مشرکین اہل مکہ کی طرف روانہ فرمایا تھا تو آپ نے بیعت کے وقت اپنے ایک ہاتھ کو میرا ہاتھ قرار دیا تھا، اور میرے لئے بیعت لی

تھی تو لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔(۱۶۵)

وہ درخت جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی

حضرت سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ان صحابہ میں شامل تھے جنہوں نے (حدیبیہ کے سال) نبی اکرم ﷺ سے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی تھی، جب آئندہ سال ہم حج (عمرۃ القضاء) کے ارادے سے گئے تو بیعت کی وہ جگہ ہم سے پوشیدہ ہوگئی (ہم وہ جگہ بھول گئے) اگر وہ ظاہر رہتی تو تم بہتر جانتے ہو۔(۱۶۶)

حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ کے سامنے اس درخت کا ذکر کیا گیا (جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی) تو انہوں نے کہا: مجھے میرے والد نے بتایا: میں اس سال ان صحابہ میں شامل تھا جنہوں نے بیعت کی تھی لیکن آنے والے سال ہم اسے (اس درخت کو) بھول گئے۔(۱۶۷)

حدیبیہ کا تذکرہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی زبانی

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ آئے، ہم چودہ سو افراد تھے، حدیبیہ کا کنواں وہاں کی پچاس بکریوں کو بھی سیراب نہیں کر رہا تھا، رسول اللہ ﷺ اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے، آپ نے دعا فرمائی یا اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا، تو کنواں جوش سے ابل پڑا، ہم نے پانی پیا اور پلایا، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک درخت کی جڑ کے پاس بیعت کے لئے بلایا، میں نے سب سے پہلے لوگوں کے ساتھ بیعت کی، پھر لوگ بیعت کرتے رہے جب آدھے لوگوں نے بیعت کر لی تو حضور ﷺ نے فرمایا: سلمہ! بیعت کرو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سب سے پہلے لوگوں کے ساتھ بیعت کر لی ہے، آپ نے فرمایا: پھر سہی، میں نے پھر بیعت کی، آپ نے مجھے اسلحہ کے بغیر دیکھا تو مجھے چمڑے کی بنی ہوئی ڈھال عطا فرمائی، پھر آپ نے بیعت کا سلسلہ جاری رکھا، جب آخری لوگ بیعت کر رہے تھے، آپ نے فرمایا: تم بیعت نہیں کرتے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے پہلے لوگوں کے ساتھ بیعت کی، پھر درمیان میں دوبارہ بیعت کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا: اچھا پھر سہی، میں نے پھر بیعت کر لی، تب آپ نے مجھ سے فرمایا: میں نے تجھے جو ڈھال دی تھی وہ کہاں ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرا چچا عامر مجھ سے اس حالت میں ملا کہ اس کے پاس کسی قسم کا اسلحہ نہیں تھا، سو میں نے ڈھال اسے دے دی، آپ نے ارشاد فرمایا: تم گویا اس شخص کی طرح ہو جس نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے عزیز تر ہو اور آپ ہنس دیئے۔

پھر مشرکوں کی طرف سے صلح کی تحریک ہوئی اور اس سلسلے میں آمد و رفت شروع ہوئی۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا خادم تھا، ان کے گھوڑے کی خدمت کرتا اور اسے پانی پلاتا، میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا کھاتا تھا، میں اپنے اہل و عیال اور مال چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر آیا تھا، جب ہماری اور اہل مکہ کی صلح ہوگئی اور ہمارا ایک دوسرے سے میل جول ہوا، میں ایک درخت کے پاس آیا، اس کے کانٹے ہٹا کر اس کے سایے میں لیٹ گیا، اسی اثنا میں مشرکین مکہ میں سے چار شخص وہاں آگئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گستاخانہ باتیں کرنے لگے، میں وہاں سے ہٹ کر دوسرے درخت کی طرف چلا گیا، انہوں نے اپنا اسلحہ لٹکایا اور لیٹ گئے، اسی دوران وادی کے نشیب سے کسی نے پکار کر کہا: اے مہاجرو! ابن زنیم قتل کر دیے گئے ہیں، میں نے فوراً تلوار سونتی اور ان چاروں پر حملہ کر دیا، میں نے ان کے ہتھیار اپنے ہاتھ میں لے کر کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی ہے، تم میں سے کسی نے اگر سر اٹھایا تو میں اس کے سر کا وہ حصہ قلم کر دوں گا جس میں دو آنکھیں ہیں، میں انہیں ہانکتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا، میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ بھی ابن مکرز کے ساتھ ستر آدمیوں کو گرفتار کر لائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا: انہیں چھوڑ دو، برائی کی ابتدا انہیں کے سر رہے گی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف فرمادیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ (۱۶۸)

پھر ہم مدینے کی طرف روانہ ہوئے اور ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جسے لحیٔ جمل کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی جو اس رات میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی پہرے داری کے لئے پہاڑ کے اوپر چڑھے، میں اس رات دو یا تین مرتبہ اس پہاڑ پر چڑھا، پھر ہم مدینہ طیبہ پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام رباح رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے اونٹ (چراگاہ کی طرف) روانہ کر دیے، میں بھی رباح کے ساتھ تھا، میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھا، جب صبح ہوئی عبدالرحمٰن بن عیینہ فزاری نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالا، وہ سب اونٹوں کو ہانک کر لے گیا اور آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ (۱۶۹)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، پھر میں ہٹ کر ایک درخت کے سایے میں ہو گیا جب رسول اللہ ﷺ سے لوگ چھٹ گئے، آپ نے فرمایا: ابن اکوع! بیعت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں بیعت کر چکا ہوں، آپ نے فرمایا: پھر سہی، میں نے پھر بیعت کر لی، یزید بن ابی عبید کہتے ہیں میں نے کہا: ابو سلمہ! آپ نے اس روز کس چیز پر

بیعت کی تھی؟ فرمایا: موت پر۔ (۱۷۰)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا عامر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا: مجھے اپنا ہتھیار دے دو، میں نے انہیں ہتھیار دے دیا، پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا: یارسول اللہ! مجھے اپنے ہتھیار مرحمت فرمائیں، آپ نے فرمایا: تمہارا اپنا ہتھیار کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اپنے چچا عامر کو دے دیا، حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے تمہارے متعلق اس شخص کی مثال یاد آ رہی ہے کہ جس نے کہا: اے اللہ! مجھے ایسا بھائی عطا فرما جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو، پھر آپ نے مجھے اپنی کمان، ڈھال اور اپنے ترکش سے تین تیر عطا فرمائے۔ (۱۷۱)

قربانیاں

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانوروں کے گلے میں قلادے ڈالے اور ان کا اِشعار کیا، اور وہیں سے عمرے کا احرام باندھا، حدیبیہ میں (رکاوٹ کی وجہ سے) اپنے عمرے کا حلق فرمایا، اور اپنے صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا، اور حدیبیہ میں ہی حلق سے پہلے قربانی فرمائی اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم فرمایا۔ (۱۷۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ اور گائے سات سات افراد کی طرف سے قربان کئے۔ (۱۷۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ ستر اونٹ لے گئے، آپ نے سات افراد کی طرف سے ایک اونٹ کی قربانی دی۔ (۱۷۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے موقع پر ستر اونٹ ذبح کئے ہر اونٹ سات افراد کی طرف سے تھا۔ (۱۷۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے سال اپنی قربانی میں ابوجہل کا وہ اونٹ بھی شامل فرمالیا جو غزوۂ بدر کے دن چھینا گیا تھا، اس کے سر میں چاندی کا حلقہ تھا، تاکہ اس سے مشرکوں کو غصہ دلائیں۔ (۱۷۶)

حلق اور قصر کرنے والوں کے لئے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن بعض صحابہ نے حلق کرایا (سر منڈایا) اور بعض نے قصر کرایا (بال چھوٹے کروالئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حلق کرانے

والوں پر رحم فرمائے۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قصر کرانے والوں پر بھی، آپ نے پھر فرمایا: اللہ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے، انہوں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! اور قصر کرانے والوں پر بھی، آپ نے پھر ارشاد فرمایا: اللہ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے، لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اور قصر کرانے والوں کو بھی (دعا میں شامل فرمالیں) آپ نے فرمایا: اور قصر کرانے والوں پر بھی رحم فرمائے، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! حلق کرانے والوں میں ایسی کون سی بات ہے کہ ان کے لئے آپ نے رحمت کی دعا فرمائی؟ آپ نے فرمایا: وہ شک میں نہیں پڑے، اور آپ واپس تشریف لے گئے۔ (۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرمادے، ایک شخص نے کہا: اور قصر کرانے والوں کی بھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما، آپ نے تین یا چار مرتبہ یہی جملہ دہرایا، پھر فرمایا: اور قصر کرانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔ (۱۷۷۔الف)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال عثمان اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ نبی ﷺ اور سب لوگوں نے احرام باندھا، آپ نے حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ مغفرت کی دعا فرمائی۔ (۱۷۸)

حدیبیہ سے واپسی کا سفر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کو حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے، ہم نے ایک نرم زمین پر پڑاؤ کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ہماری نگہ داشت کون کرے گا؟ (نماز فجر کے لئے کون بیدار کرے گا) بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، آپ نے فرمایا: اگر تم سو گئے تو؟ وہ بولے: نہیں سوؤں گا، پھر وہ بھی سو گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا، اور فلاں، فلاں بیدار ہوئے جن میں عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، ان لوگوں کے بولنے سے نبی اکرم ﷺ بیدار ہو گئے، اور آپ نے فرمایا: اسی طرح کرو جس طرح کیا کرتے تھے (وضو کر کے نماز پڑھ لو) جب صحابہ کرام ایسا کر چکے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی شخص سو جائے یا بھول جائے تو اسی طرح کرلیا کرے۔ (۱۷۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے (ایک رات) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہماری نگہ بانی کون کرے گا (نماز فجر کے لئے ہمیں کون بیدار کرے گا) میں نے عرض کیا: میں، آپ نے کئی مرتبہ یہ ارشاد دہرایا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ

خدمت میں انجام دوں گا، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم ہی سہی، میں نے لوگوں کی نگہ بانی کی، یہاں تک کہ جب صبح (قریب) ہوئی مجھے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "تم بھی سو جاؤ گے" نے پالیا، میری بھی آنکھ لگ گئی اور ہماری پیٹھوں پر پڑنے والی سورج کی کرن نے ہمیں جگایا، رسول اللہ ﷺ اٹھے اور آپ نے حسب معمول وضو کیا اور فجر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر ہمیں صبح کی نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا: اگر اللہ عزوجل چاہتا کہ تم نہ سوؤ تو تم نہ سوتے لیکن اس کی یہ مشیت تھی کہ تم بعد میں آنے والوں کے لئے ایک مثال ہو جاؤ، سو اگر کوئی شخص (نماز سے) سو جائے یا بھول جائے تو اسی طرح کرے۔ (جاگنے اور یاد آنے کے بعد نماز ادا کر لے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی اور لوگوں کے اونٹ منتشر ہو گئے، لوگ ان کی تلاش میں نکلے، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کے سوا تمام اونٹ مل گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میری اونٹنی کو) وہاں سے جا کر لو، میں نے آپ کی اونٹنی کو وہاں سے جا کر لیا جہاں کا آپ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا، میں نے دیکھا اس کی مہار ایک درخت سے الجھی ہوئی تھی جسے ہاتھ ہی سے کھولنا ممکن تھا، میں اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنایا ہے، میں نے اس کی مہار کو درخت سے الجھے ہوئے پایا جسے ہاتھ ہی سے کھولنا ممکن تھا۔ اور (بعد ازاں) رسول اللہ ﷺ پر سورۃ الفتح نازل ہوئی:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا (۱۸۰)

بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا فرمادی۔ (۱۸۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے ہم راہ حدیبیہ سے آرہے تھے، ہم نے نرم زمین پر پڑاؤ کیا، آپ نے فرمایا: ہماری (نماز فجر کے لئے) حفاظت کون کرے گا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بھی سو گئے تو؟ چناں چہ لوگ سو گئے، یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو کچھ لوگ جاگ گئے، جن میں فلاں فلاں صاحب اور عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، ہم نے کہا: باتیں کرو، پھر نبی اکرم ﷺ بیدار ہو گئے اور آپ نے فرمایا: اسی طرح کرو جیسے تم کیا کرتے تھے (حسب معمول وضو کرو اور نماز ادا کرو) ہم نے ایسا ہی کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی (نماز سے) سو جائے یا بھول جائے تو اسی طرح کیا کرو۔

اسی دوران رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی، میں اس کی تلاش میں گیا، وہ مجھے اس حال میں ملی کہ اس کی مہار ایک درخت سے اٹک گئی تھی، میں اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لایا، آپ اس پر خوش خوش

سوار ہو گئے، اور نبی ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی آپ پر بہت گراں ہوتی، ہم اس کی کیفیت دیکھ کر پہچان لیتے تھے، چناں چہ (نزول وحی کی وجہ سے) آپ ہمارے پیچھے ایک طرف کو ہو گئے، آپ نے اپنا سر مبارک اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیا اور آپ پر شدت اور گرانی کی کیفیت طاری ہو گئی جس سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، پھر (نزول وحی کے بعد) آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں بتایا کہ آپ پر سورۃ الفتح اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا نازل ہوئی ہے۔(۱۸۲)

واپسی کا سفر اور سورۃ الفتح کا نزول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم (حدیبیہ سے واپسی کے) سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، میں نے تین مرتبہ آپ سے ایک بات دریافت کی، آپ نے مجھے جواب نہیں دیا، میں نے اپنے دل میں کہا: ابن الخطاب تجھے تیری ماں روئے تو نے متواتر تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا لیکن آپ نے تجھے جواب نہیں دیا، میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور اس ڈر سے آگے بڑھ گیا کہ کہیں میرے بارے میں قرآن نہ نازل ہو جائے۔

اتنے میں ایک آواز دینے والے نے میرا نام لے کر آواز دی، عمر کہاں ہے؟ میں واپس لوٹا اور ڈر گیا کہ شاید میرے بارے میں کچھ نازل ہوا ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے:

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًاO لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی۔ تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے خلاف اولیٰ سب کام۔(۱۸۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس روانہ ہوئے، آپ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًاO لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَ مَا تَأَخَّرَ وَ یُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَ یَهْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًاO (۱۸۴)

بے شک ہم نے آپ کو روشن فتح عطا فرمائی۔ تاکہ اللہ آپ کے لئے معاف فرما دے آپ کے اگلے اور پچھلے خلاف اولیٰ سب کام اور اپنی نعمت آپ پر پوری کر دے اور آپ کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے۔

مسلمانوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو اللہ کی یہ عطا مبارک ہو، ہمارے لئے کیا ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (۱۸۵)

تا کہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو جنتوں میں داخل فرمائے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کی برائیاں ان سے دور فرمادے، اور اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (۱۸۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے، آپ کے صحابہ غم واندوہ میں مبتلا تھے، انہیں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تھا اور انہوں نے حدیبیہ میں قربانیاں کی تھیں کہ آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں:

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ (۱۸۷)

آپ نے فرمایا: مجھ پر ایسی دو آیات نازل ہوئی ہیں جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہیں، پھر آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں، ایک صاحب نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا ہے، ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے بعد کی یہ آیت نازل فرمائی:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (۱۸۸)

تا کہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو جنتوں میں داخل فرمائے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کی برائیاں ان سے دور فرمادے، اور اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (۱۸۹)

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حدیبیہ میں شریک تھے جب ہم وہاں سے واپس ہوئے، اچانک لوگ اپنے اونٹ بھگانے لگے، لوگوں نے ایک دوسرے سے پوچھا: لوگوں کو کیا ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی ہے، ہم بھی سواریاں بھگاتے لوگوں کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کراع غمیم (نامی جگہ) پر اپنی سواری پر پایا، لوگ آپ کے گرد جمع تھے، آپ نے انہیں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پڑھ کر سنائی، آپ کے صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے یہ فتح ہے، پھر خیبر کے غنائم صرف ان لوگوں میں تقسیم کئے گئے جو حدیبیہ میں شریک تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان غنائم کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم فرمایا، لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی، ان میں تین سو گھڑ سوار تھے، آپ نے گھڑ سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ مرحمت فرمایا۔ (۱۹۰)

بدر و حدیبیہ کے شرکا کا مرتبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی، ان میں سے کوئی جہنم میں نہیں جائے گا۔ (۱۹۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے وہ ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا۔ (۱۹۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اسدی کا غلام ان کی شکایت لے کر آیا اور کہا: یا رسول اللہ! حاطب ضرور جہنم میں جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا، وہ جہنم میں نہیں جائے گا، وہ غزوہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔ (۱۹۳)

حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حاطب رضی اللہ عنہ کے غلام نے آکر کہا: اللہ کی قسم! حاطب جنت میں نہیں جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے غلط کہا، وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔ (۱۹۴)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے امید ہے ان شاء اللہ بدر اور حدیبیہ کے شرکا میں سے کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا، میں نے عرض کیا: کیا اللہ عز وجل نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (۱۹۵)

اور تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے۔

تو آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی:

ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْهَا جِثِیًّا۝ (۱۹۶)

پھر ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو متقی تھے اور ظالموں کو گھٹنوں کے بل جہنم میں گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔ (۱۹۷)

عبدالرحمٰن بن عیینہ فزاری کا ڈاکہ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچے تو میں اور رسول اللہ ﷺ کا غلام رباح رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لے کر (چراگاہ کی طرف) نکلے، میں طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی لے گیا، میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی چراگاہ میں اونٹوں کے ساتھ چھوڑ دوں، رات کی تاریکی میں عبدالرحمٰن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا اور ان کے چرواہے کو قتل کر دیا، اور وہ اپنے سوار ساتھیوں کے ساتھ اونٹوں کو ہنکاتے ہوئے لے گیا۔

میں نے رباح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس گھوڑے پر سوار ہو کر اسے طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دو کہ آپ کے اونٹ لوٹ لئے گئے ہیں، اور میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے تین مرتبہ ''یا صباحاہ'' پکارا، (یہ کلمہ دشمن سے ہوشیار کرنے کے لئے کہا جاتا تھا) پھر میں نے اپنی تلوار اور تیروں کے ساتھ غارت گروں کا پیچھا کیا، میں انہیں اپنے تیروں سے زخمی کرنے لگا، میں درختوں کی کثرت کے وقت انہیں اپنے تیروں کا نشانہ بناتا تھا، جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اسے تیر مارتا، میں نے اپنی طرف آنے والے ہر سوار کو زخمی کر دیا، میں تیر اندازی کرتے ہوئے یہ کہتا: میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج قابل ملامت لوگوں کے لئے مصیبت کا دن ہے، میں ان کے کسی آدمی کو پاتا، اسے تیر کا نشانہ بناتا، وہ اپنی سواری پر ہوتا، میرا تیر اس کے کندھے کو زخمی کر دیتا، اور میں کہتا: لے میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے، جب میں درختوں میں ہوتا انہیں اپنے تیروں سے زخمی کرتا اور جب وہ تنگ راستے میں ہوتے میں پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر برساتا، میرا اور ان کا برابر یہی معاملہ رہا، میں مسلسل ان کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ رسول اللہ ﷺ کے ہر اونٹ کو میں نے ان سے چھین کر اپنے پیچھے چھوڑا، میں پھر بھی ان کا پیچھا کرتا رہا، انہیں اپنے تیروں کا نشانہ بناتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے تیس سے زائد نیزے اور چادریں پھینکیں، وہ جو کچھ پھینکتے میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جمع کر کے ان پر پتھر رکھ دیتا تھا۔

جب دن نکلا تو عیینہ بن بدر الفزاری ان کی مدد کو آ گیا، اور وہ لوگ اس وقت تنگ وادی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ کر ان کے اوپر آ گیا، عیینہ نے ان سے میرے متعلق پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا: اس نے ہمیں بہت تکلیف دی ہے، یہ صبح سے ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے، اس نے ہم سے سب کچھ چھین

لیا ہے اور (اپنی حفاظت میں) اپنے پیچھے کرلیا ہے، عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ اس کے پیچھے کوئی اور تمہارا متلاشی ہو، تم میں سے کچھ لوگ اس کی طرف جائیں، چناں چہ ان میں سے چار آدمی پہاڑ پر چڑھنے لگے، جب وہ میری بات سننے کے فاصلے پر پہنچے، میں نے کہا: مجھے پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اکوع کا بیٹا ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے رخ انور کو مکرم فرمایا ہے تم میں سے کوئی شخص مجھے نہیں پا سکتا اور جسے میں چاہوں وہ مجھ سے بچ نہیں سکتا، ان میں سے ایک شخص کہنے لگا میرے خیال میں یہ سچ کہہ رہا ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابھی میں اپنی جگہ بیٹھنے نہ پایا تھا کہ میں نے درختوں کے درمیان سے رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سواروں کو دیکھا، حضرت اخرم اسدی رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے، رسول اللہ ﷺ کے شہ سوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے تھے، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت مقداد کندی رضی اللہ عنہ تھے، مشرک بھاگ کھڑے ہوئے، میں پہاڑ سے اتر کر اخرم رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا: اخرم! ان لوگوں سے بچو، وہ آپ پر قابو پا سکتے ہیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی آمد کا انتظار کرو، اخرم رضی اللہ عنہ نے کہا: سلمہ! اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور یہ جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو، میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی، وہ عبدالرحمٰن بن عیینہ سے جا ٹکرائے اور وہ ان پر پلٹ پڑا، دونوں ایک دوسرے پر نیزوں سے وار کرنے لگے، اخرم رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن نے نیزے کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا، اور اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اتنے میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن کے مقابل آ گئے، باہم نیزہ بازی ہوئی اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے کے بعد عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا اور اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

میں برابر لٹیروں کے پیچھے بھاگتا رہا، یہاں تک کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام کا غبار بھی نظر نہ آتا تھا، وہ غروب آفتاب سے قبل ذوقرد نامی ایک چشمے پر پہنچے، انہوں نے وہاں پانی پینے کا ارادہ کیا، لیکن وہ مجھے اپنے پیچھے دوڑتے دیکھ کر وہاں سے ہٹ گئے اور ایک گھاٹی ثنیہ ذی بئر میں بھاگے، سورج ڈوب گیا اتنے میں میں نے ایک آدمی کو جا لیا اور اسے تیر مار کر کہا: یہ لے میں ابن اکوع ہوں آج کا دن کمینوں کی بربادی کا دن ہے، اس نے کہا: اے میرے ماں کے رلانے والے! کیا تم صبح والے ابن اکوع ہو؟ میں نے کہا: ہاں، اے اپنی جان کے دشمن، یہ وہی شخص تھا جسے میں نے صبح کو تیر مارا تھا، میں نے اسے ایک اور تیر مارا، دونوں تیر اسے جا لگے، وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ گئے، میں انہیں ہانکتا ہوا رسول اللہ ﷺ

کے پاس آیا، آپ اس وقت ذوقرد کے اسی چشمہ پر تشریف فرما تھے جہاں میں نے ان لٹیروں کو بھگایا تھا، آپ کے ساتھ پانچ سو صحابہ تھے، بلال رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو جو میں نے ان لٹیروں سے چھینے تھے ذبح کیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یارسول اللہ! آپ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ کے اصحاب میں سے سو افراد منتخب کرلوں اور کافروں پر شب خون ماروں اور ان میں سے کسی خبر دینے والے کو بھی قتل کئے بغیر نہ چھوڑوں، آپ نے فرمایا: کیا تم ایسا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو عزت و کرامت سے سرفراز فرمایا ہے، جی ہاں، میں یہی چاہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ (میرا جواب سن کر) اس قدر ہنسے کہ میں آگ کی روشنی میں آپ کی داڑھیں دیکھ لیں، پھر آپ نے فرمایا: اس وقت وہ لوگ غطفان کے علاقے میں مہمانی کھا رہے ہوں گے۔

اسی دوران غطفان کے ایک آدمی نے آکر بتایا کہ وہ لوگ فلاں غطفانی کے ہاں پہنچے تو اس نے ان کے لئے اونٹ ذبح کیا، جب یہ لوگ اس کی کھال اتار رہے تھے انہوں نے غبار دیکھا تو یہ لوگ اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے، (وہ سمجھے کہ مسلمان ان کے تعاقب میں آرہے ہیں)۔

جب صبح ہوئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا آج کا بہترین شہسوار ابوقتادہ اور بہترین پیادہ سلمہ ہے اور آپ نے مجھے سوار اور پیادے کا حصہ مرحمت فرمایا، اور مدینہ طیبہ کی طرف واپسی کے سفر میں مجھے اپنی عضباء اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ جب ہمارے اور مدینہ طیبہ کے درمیان تقریباً چاشت کا فاصلہ رہ گیا، ایک انصاری جس سے دوڑ میں کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا اعلان کرنے لگا کوئی ہے جو مدینہ طیبہ تک میرے ساتھ دوڑ لگائے، اس نے کئی بار یہ بات دہرائی، میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آپ کی سواری پر بیٹھا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا: کیا تمہیں کسی کی بزرگی اور شرافت کا لحاظ نہیں؟ وہ بولا: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کا نہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے اس شخص کے ساتھ دوڑ لگانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: جیسے چاہو، میں نے انصاری سے کہا: میں آرہا ہوں، وہ اپنی سواری سے نیچے کودا، میں بھی اونٹنی سے کود پڑا، پھر جب ایک یا دو چڑھائیاں باقی رہ گئیں میں نے دم لیا، پھر میں اس کے پیچھے دوڑا اور اسے جالیا، اور اس کے شانوں کے درمیان مکا مار کر کہا: اللہ کی قسم! اب میں تجھ سے آگے نکلا، یا ایسی ہی کوئی بات کہی، اس پر وہ انصاری ہنس پڑا اور کہا: میرا بھی یہی خیال ہے، یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (۱۹۸)

حوالہ جات

۱۔ رقم الحدیث: ۷۵۔ مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ
۲۔ رقم الحدیث: ۴۷۹۲۔ مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۳۔ رقم الحدیث: ۱۲۳۲۶، ۱۳۰۳۱۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۴۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۷۲۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۵۔ رقم الحدیث: ۱۲۵۲۵۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۶۔ رقم الحدیث: ۸۶۹۷۔ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
۷۔ رقم الحدیث: ۱۳۰۵، ۱۳۵۳۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۸۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۷۸۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۹۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۵۳، ۱۳۲۷۱۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۰۔ رقم الحدیث: ۱۳۴۴۲۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۱۔ رقم الحدیث: ۱۳۶۶۰۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۲۔ رقم الحدیث: ۴۵۱۸، ۵۱۱۵، ۵۴۹۵، ۵۵۵۷۔ مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۱۳۔ الحشر: ۵
۱۴۔ رقم الحدیث: ۶۲۱۵۔ مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۱۵۔ رقم الحدیث: ۱۷۲، ۳۳۹۔ مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۱۶۔ رقم الحدیث: ۲۰۹۴، ۲۹۶۴۔ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۱۷۔ رقم الحدیث: ۲۶۰۷۹۔ حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ
۱۸۔ رقم الحدیث: ۲۵۹۵۸۔ حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ
۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۶۱۸۳۔ حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ
۲۰۔ رقم الحدیث: ۲۶۰۹۵۔ حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ
۲۱۔ رقم الحدیث: ۲۶۱۲۹۔ حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ
۲۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۹۰۹۔ حدیث ابی سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۳۔ رقم الحدیث: ۲۵۹۶۵۔ حدیث ام سلمہ زوج النبی ﷺ
۲۴۔ البقرہ: ۲۱۹
۲۵۔ النساء: ۴۳
۲۶۔ المائدہ: ۹۱
۲۷۔ رقم الحدیث: ۳۸۰۔ مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۲۸۔ المائدہ: ۹۰

۲۹۔رقم الحدیث:۱۶۱۷۔مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

۳۰۔المائدہ:۹۳

۳۱۔رقم الحدیث:۲۰۸۹،۲۴۴۸،۲۶۸۶،۲۷۷۰۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳۲۔رقم الحدیث:۲۳۶۷۳،۲۳۶۷۴،۲۵۰۴۸،۲۵۸۴۳۔حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۳۳۔رقم الحدیث:۲۵۰۰۵۔حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۳۴۔رقم الحدیث:۲۰۴۲۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۳۵۔رقم الحدیث:۶۱۳۰۔مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۳۶۔رقم الحدیث:۱۲۵۳۹۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۳۷۔رقم الحدیث:۱۲۷۱۴۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۳۸۔رقم الحدیث:۱۲۷۷۹۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۳۹۔رقم الحدیث:۱۸۰۱۷۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۴۰۔رقم الحدیث:۱۸۰۴۲۔حدیث البراء ابن عازب رضی اللہ عنہ

۴۱۔رقم الحدیث:۱۸۰۹۸،۱۸۰۹۹،۱۹۱۰۰۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۴۲۔رقم الحدیث:۱۸۱۸۷۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۴۳۔رقم الحدیث:۱۸۲۰۹۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۴۴۔رقم الحدیث:۱۳۸۰۸۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۵۔رقم الحدیث:۱۳۲۳۴،۱۳۶۵۴۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴۶۔رقم الحدیث:۱۴۶۱۰۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۷۔رقم الحدیث:۱۳۷۹۹۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۴۸۔رقم الحدیث:۱۸۲۱۹،۱۸۲۲۰۔حدیث البراء ابن عازب رضی اللہ عنہ

۴۹۔رقم الحدیث:۵۹۲۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۰۔رقم الحدیث:۶۱۸،۹۱۳۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۱۔رقم الحدیث:۹۹۷۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۲۔رقم الحدیث:۱۰۳۹۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۳۔رقم الحدیث:۱۱۳۵،۱۱۳۷،۱۳۰۸۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۴۔رقم الحدیث:۱۱۵۴،۱۱۵۵،۱۲۲۵،۱۳۲۹۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۵۔رقم الحدیث:۱۲۵۰۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۶۔رقم الحدیث:۱۳۰۱۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۷۔رقم الحدیث:۱۳۱۰۔مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۵۸۔ رقم الحدیث: ۲۷۴۰۔ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۵۹۔ رقم الحدیث: ۳۷۰۸۔ مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۶۰۔ رقم الحدیث: ۳۸۱۹۔ مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۶۱۔ رقم الحدیث: ۳۵۴۵۔ مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۶۲۔ رقم الحدیث: ۴۰۰۳۔ مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۶۳۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۲۷۔ حدیث ابی جمعہ حبیب بن سباع رضی اللہ عنہ

۶۴۔ الاحزاب: ۲۵

۶۵ رقم الحدیث: ۱۰۸۱۴، ۱۰۸۱۵، ۱۱۰۷۳، ۱۱۲۵۰۔ مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۶۶۔ رقم الحدیث: ۱۵۱۱۴۔ حدیث حارث بن زیاد رضی اللہ عنہ

۶۷۔ رقم الحدیث: ۱۰۹۷۶۔ مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۶۸۔ رقم الحدیث: ۱۳۸۸۵، ۱۳۹۶۶، ۱۴۵۱۹۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۶۹۔ رقم الحدیث: ۲۲۳۱، مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم

۷۰۔ رقم الحدیث: ۲۳۱۵۔ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۷۱۔ رقم الحدیث: ۲۴۳۸۔ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۷۲۔ رقم الحدیث: ۳۰۰۴۔ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۷۳۔ رقم الحدیث؛ ۱۳۹۳۳، ۱۴۷۲۴۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۷۴۔ رقم الحدیث: ۲۳۷۷۳۔ حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۷۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۸۰۸۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۷۶۔ رقم الحدیث: ۱۰۶۱۳۔ مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

۷۷۔ رقم الحدیث: ۱۸۶۲۸۔ حدیث عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ

۷۸۔ رقم الحدیث: ۲۲۸۲۳۔ حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما

۷۹۔ رقم الحدیث: ۱۷۸۴۴، ۱۷۸۴۵، ۲۶۶۶۵۔ حدیث سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ

۸۰۔ رقم الحدیث: ۲۴۴۷۳، ۲۵۸۶۷۔ حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۸۱۔ رقم الحدیث: ۲۳۷۷۴۔ حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۸۲۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۵۹۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۸۳۔ رقم الحدیث: ۲۴۵۷۳۔ حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۸۴۔ رقم الحدیث: ۲۵۸۳۲۔ حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۸۵۔ رقم الحدیث: ۱۸۲۹۹۔ حدیث عطیہ القرظی رضی اللہ عنہ

۸۶۔ رقم الحدیث: ۱۸۹۲۸، ۱۸۹۲۹، ۲۲۱۵۲، ۲۲۱۵۳۔ حدیث عطیہ القرظی رضی اللہ عنہ

۸۷۔ رقم الحدیث: ۱۳۷۳۹، ۱۴۳۵۴۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۱۳۰۴۲۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۸۸۔ رقم الحدیث: ۱۳۹۹۱۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۲۶۲۵۳، ۲۶۲۵۴۔ حدیث رمیثہ رضی اللہ عنہا

۸۹۔ رقم الحدیث: ۱۳۰۴۳۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۹۰۔ رقم الحدیث: ۲۷۲۳۔ مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۹۱۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۹۴۔ حدیث رجل عن ابیہ رضی اللہ عنہ

۹۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۲۸۷۔ حدیث عصام المزنی رضی اللہ عنہ

۹۳۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۱۲، ۱۵۱۳۰، ۱۸۹۳۷، ۱۸۹۸۷۔ حدیث صخر الغامدی رضی اللہ عنہ

۹۴۔ الاحزاب: ۲۷

۹۵۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۱۳۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۹۶۔ رقم الحدیث: ۱۲۹۴۸۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۹۷۔ الاحزاب: ۵۳

۹۸۔ رقم الحدیث: ۱۱۶۱۲، ۱۳۱۶۳۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۹۹۔ رقم الحدیث: ۱۲۳۴۸۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۰۰۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۵۹، ۱۳۳۵۸۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۰۱۔ رقم الحدیث: ۱۲۶۱۳۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۰۲۔ رقم الحدیث: ۱۲۹۴۸۔ مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۰۳۔ رقم الحدیث: ۲۸۷، ۲۸۹، ۳۴۲۔ مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۱۰۴۔ رقم الحدیث: ۴۸۴۲، ۵۱۰۳۔ مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۰۵۔ رقم الحدیث: ۴۸۵۸۔ مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۰۶۔ رقم الحدیث: ۱۴۲۳۲۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۰۷۔ رقم الحدیث: ۶۶۴۴، ۶۸۶۷۔ مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما

۱۰۸۔ رقم الحدیث: ۱۴۳۳۹۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۰۹۔ رقم الحدیث: ۱۴۸۰۱۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۱۰۔ رقم الحدیث: ۱۴۲۲۱، ۱۴۷۰۹۔ مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۱۱۔ رقم الحدیث: ۲۵۸۳۳۔ حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۱۱۔ الف۔ غزوہ بنو المصطلق، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ بنی المصطلق

۱۱۲۔ یوسف: ۱۸

۱۱۳۔النور:۱۱،۲۰

۱۱۴۔النور:۲۲

۱۱۵۔رقم الحدیث:۲۵۰۹۵،۲۵۷۴۷۔حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۱۶۔رقم الحدیث:۲۵۰۹۶۔حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۱۷۔النور:۲۲

۱۱۸۔رقم الحدیث:۲۶۵۳۰،۲۶۵۳۱۔حدیث ام رومان ام عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما

۱۱۹۔النور:۲۲

۱۲۰۔رقم الحدیث:۲۴۷۹۶۔حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۲۱۔رقم الحدیث:۲۳۵۴۶۔حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۱۲۲۔رقم الحدیث:۲۳۰۳،۳۵۳۵۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۲۳۔رقم الحدیث:۲۷۱۹،۲۷۳۸۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۲۴۔رقم الحدیث:۳۳۹۹۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۲۵۔رقم الحدیث:۲۷۳۹۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۲۶۔رقم الحدیث:۳۷۰۱،۴۱۹۶۔مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۱۲۷۔رقم الحدیث:۱۶۰،۳۵۵۔مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

۱۲۸۔رقم الحدیث:۱۹۶۸۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۰۔رقم الحدیث:۲۵۴۷۷۔حدیث الربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہما

۱۳۱۔رقم الحدیث:۲۶۷۵۵۔حدیث ام عطیہ نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

۱۳۱۔رقم الحدیث:۴۷۲۵،۴۷۳۲،۵۴۳۵،۵۶۲۶،۵۷۱۹،۶۰۰۱،۶۰۱۹۔مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۳۲۔رقم الحدیث:۵۹۲۳۔مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

۱۳۳۔رقم الحدیث:۲۹۲۴تا۲۹۲۶،۳۲۸۷۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

۱۳۴۔رقم الحدیث:۱۳۹۱۹۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۵۔رقم الحدیث:۱۸۰۹۱،۱۸۱۹۶۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۳۶۔رقم الحدیث:۱۸۰۹۲۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

۱۳۷۔رقم الحدیث:۱۳۷۶۹،۱۴۱۱۳۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۱۳۸۔رقم الحدیث:۲۲۰۶۳۔حدیث ابی قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ

۱۳۹۔البقرہ:۱۹۶

۱۴۰۔رقم الحدیث:۱۷۶۳۵،۱۷۶۴۱۔حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ

۱۴۱۔رقم الحدیث:۱۷۶۳۸۔حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ

۱۴۲۔رقم الحدیث:۱۷۶۴۷۔حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ
۱۴۳۔رقم الحدیث:۱۷۶۵۴۔حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ
۱۴۴۔رقم الحدیث:۱۰۸۲۲۔مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ
۱۴۵۔الفتح:۲۴
۱۴۶۔رقم الحدیث:۱۶۶۱۳۔حدیث زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ
۱۴۷۔رقم الحدیث:۱۸۴۳۱۔حدیث المسور بن مخرمہ الزھری ومروان بن الحکم رضی اللہ عنہما
۱۴۸۔الممتحنۃ:۱۰
۱۴۹۔الفتح:۲۴،۲۶
۱۵۰۔رقم الحدیث:۱۸۴۳۰،۱۸۴۴۱،۱۸۴۴۵،۱۸۴۴۹۔حدیث المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ
۱۵۱۔رقم الحدیث:۱۸۰۹۵،۱۸۱۰۸۔مسند البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
۱۵۲۔رقم الحدیث:۱۸۱۶۱۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
۱۵۳۔رقم الحدیث:۱۳۴۱۵۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۵۴۔رقم الحدیث:۶۰۳۱۔مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۱۵۵۔رقم الحدیث:۱۸۱۰۸۔حدیث البراء بن عازب رضی اللہ عنہ
۱۵۶۔الفتح:۲۴
۱۵۷۔رقم الحدیث:۱۶۳۵۸۔حدیث عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ
۱۵۸۔رقم الحدیث:۱۴۰۷۶۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۵۹۔رقم الحدیث:۱۹۷۸۲۔حدیث معقل بن یسار رضی اللہ عنہ
۱۶۰۔رقم الحدیث:۱۳۷۰۰۔مسند جابر بن عبداللہ عنہما
۱۶۱۔رقم الحدیث:۱۴۴۰۹،۱۴۶۶۰۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۶۲۔رقم الحدیث:۱۶۰۹۸،بقیہ حدیث ابن الاکوع
۱۶۳۔رقم الحدیث:۲۰۰۲۳۔حدیث عبداللہ بن مغفل المزنی رضی اللہ عنہ
۱۶۴۔رقم الحدیث:۱۴۸۳۵۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۶۵۔رقم الحدیث:۴۲۲۔مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
۱۶۶۔رقم الحدیث:۲۳۱۶۳۔حدیث میتب بن حزن رضی اللہ عنہ
۱۶۷۔رقم الحدیث:۲۳۱۶۴۔حدیث میتب بن حزن رضی اللہ عنہ
۱۶۸۔الفتح:۲۴
۱۶۹۔رقم الحدیث:۱۶۰۸۳۔حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ
۱۷۰۔رقم الحدیث:۱۶۱۱۴،بقیہ حدیث سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ

۱۷۱۔رقم الحدیث:۱۶۱۰۹، بقیہ حدیث ابن الاکوع رضی اللہ عنہ
۱۷۲۔رقم الحدیث:۱۸۴۴۱۔حدیث المسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ
۱۷۳۔رقم الحدیث:۱۳۷۱۳۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۷۴۔رقم الحدیث:۱۳۹۸۹۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۷۵۔رقم الحدیث:۱۴۳۹۴، ۱۴۵۰۷۔مسند جابر بن عبداللہ رضی للہ عنہما
۱۷۶۔رقم الحدیث:۲۳۵۸، ۲۴۲۴، ۲۴۶۲۔مسند عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
۱۷۷۔رقم الحدیث:۳۳۰۱۔مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
۱۷۷، الف۔رقم الحدیث:۴۸۷۹، ۶۳۴۸۔مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
۱۷۸۔رقم الحدیث:۱۰۷۶۵۔مسند ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ
۱۷۹۔رقم الحدیث:۳۶۴۹۔مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۱۸۰۔الفتح:۱
۱۸۱۔رقم الحدیث:۳۷۰۲۔مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۱۸۲۔رقم الحدیث:۴۴۰۷۔مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
۱۸۳۔رقم الحدیث:۲۰۹۔مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
۱۸۴۔الفتح:۱، ۲
۱۸۵۔الفتح:۵
۱۸۶۔رقم الحدیث:۱۱۸۱۷، ۱۲۳۶۸۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۸۷۔الفتح:۱، ۲
۱۸۸۔الفتح:۵
۱۸۹۔رقم الحدیث:۱۱۹۶۶، ۱۲۶۱۳، ۱۲۸۳۴، ۱۳۲۲۷۔مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ
۱۹۰۔رقم الحدیث:۱۵۰۴۴۔حدیث مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ
۱۹۱۔رقم الحدیث:۱۴۳۶۴۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۹۲۔رقم الحدیث:۱۴۸۳۸۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۹۳۔رقم الحدیث:۱۴۰۷۵، ۱۴۳۵۷۔مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
۱۹۴۔رقم الحدیث:۲۶۵۰۵۔حدیث ام مبشر امرأۃ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما
۱۹۵۔مریم:۷۱
۱۹۶۔مریم:۷۲
۱۹۷۔رقم الحدیث:۲۵۹۰۱، ۲۶۵۰۲۔حدیث حفصہ ام المؤمنین بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
۱۹۸۔رقم الحدیث:۱۶۱۰۴، بقیہ حدیث ابن الاکوع رضی اللہ عنہ